بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

REGD. NO. R.N. 61/57.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

مصلح موعودؓ نمبر

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly "BADR" QADIAN-143516.

جلد ۴۲
شمارہ ۶

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان ۱۸ شعبان ۱۴۱۳ھ ۱۱ تبلیغ ۱۳۷۲ہش ۱۱ فروری ۱۹۹۳ء

شبیہ مبارک سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمان حضرت مصلح موعودؓ

* "غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔ نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور مسکینوں کی بلکہ ہر قوم کے غریبوں اور بے کسوں کی ـــ !"

* "خدمتِ خلق کے کام میں جہاں تک ہو سکے وسعت اختیار کرنی چاہیئے۔ اور مذاہب اور قوم کی حد بندی کو بالائے طاق رکھ کر ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنا چاہیئے۔"

* "وہ لوگ جو خدمتِ خلق کو اپنا مقصود قرار دیتے ہیں وہی ہر قسم کی عزت کے مستحق ہیں۔"

(الفضل ۱۰ ر ۱۳ ر ۲۲ ر اپریل ۱۹۳۸ء)

مدیر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۱ تبلیغ ۱۳۷۲ ہش

آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق حضرت مُصلح موعود رضی اللہ عنہُ کی

ایک قیمتی نصیحت!

اِس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہندوستان آج ایک مہلک آتش فشاں کے دہانے پر کھڑا ہے جہاں اندرونی و بیرونی مصیبتیں ایک خوفناک اژدہا کی طرح مُنہ کھولے کھڑی ہیں۔ ہر آدمی اپنی اور اپنی قوم کے حقوق کی باتیں تو کرتا ہے لیکن قوم کے تئیں اپنی تمام ذمہ داریوں اور فرائض کو یکسر فراموش کر دیتا ہے۔ مصیبت پر مصیبت یہ ہے کہ جہاں ہم اپنے حقوق کے حصول کی بات کرتے ہیں وہاں دِل میں یہ خطرناک عزم بھی رکھتے ہیں کہ ہم نے ہر طرح اور ہر صورت میں اپنے حقوق کو حاصل کرنا ہے خواہ اس کے لئے ملک میں تخریبی کارروائیاں، توڑ پھوڑ اور معصوم بندگانِ خدا کا خون ہی کیوں نہ بہانا پڑے۔

آج ہماری مرکزی حکومت اور مُلک کی تمام صُوبائی حکومتیں اِسی طرح امن و امان قائم رکھنے والے ادارے اِس بات سے سخت پریشان ہیں کہ حقوق کے نام پر کاروبار بند کرا دیئے جاتے ہیں۔ کئی کئی روز تک ہڑتالوں کا سِلسِلہ چلتا ہے۔ اس دَوران جلوس نکالے جاتے ہیں اور چلتی ہوئی بسوں اور ٹرینوں کو اپنی تخریبی کارروائیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بِھیڑ بھاڑ والی جگہیں، ریلوے سٹیشن، بس سٹینڈ، سنیما گھر، بازار یہاں تک کہ سکول کالج اور یونیورسٹیاں بھی اب محفوظ نہیں رہیں۔ ایک شخص اُٹھتا ہے اور چُپکے سے آتش گیر مادہ پھینکتا ہے اور اپنی راہ لیتا ہے۔ اپنی طرف سے تو وہ خاص نشانہ پر انتقامی جذبہ کے تحت ایسا مادہ رکھتا ہے لیکن اس کے پھٹنے کے وقت موجود معصوم عوام جن میں بچے اور عورتیں تک شامِل ہوتی ہیں اِس ناگہانی مصیبت کا شکار ہو کر ہسپتالوں یا قبرستانوں میں پہنچ جاتے ہیں۔

بے شک ان خطرناک تخریبی کارروائیوں کے باعث آج ہم پریشان ہیں، ہماری حکومت پریشان ہے اور ہمارے لیڈر پریشان ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ تخریب کاری کے یہ بیج خود ہمارے سیاسی لیڈروں اور راہنماؤں کے ہی بوئے ہوئے ہیں۔ یہ کانٹے خود اُن کی طرف سے لگائے گئے ہیں۔ اب اپنے ہاتھوں سے کاشت کی ہوئی فصل کو کاٹنا آج ہماری قسمت کا حصہ بن چکا ہے —!

آج سے ساٹھ سال قبل خدا کے ایک عظیم رُوحانی بندے بانیٔ احمدیت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دُوسرے خلیفہ سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود رضی اللہ عنہُ نے ہمارے مجاہدینِ آزادی اور سیاستدانوں کو نصیحت فرمائی تھی کہ وہ بے شک تحریکِ آزادی کو چلائیں آزادی ہم ہندوستانیوں کا حق ہے لیکن اِس مقدس تحریک کے نام پر تخریب کاری جیسی مذموم حرکتوں سے گریز کریں۔ دن دہاڑے یا رات کے اندھیرے میں چُھپ کر انگریز افسروں کے قتل، بِھیڑ بھاڑ والی جگہوں پر بم دھماکے اور دیگر نقصان دہ حرکات جس سے حاکم قوم کو مزید اشتعال مِلے اور وہ معصوم بندگانِ خدا کے خُون سے اپنے ہاتھوں کو رنگیں، نہایت بے عقلی اور بے وقوفی کی بات ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ انگریزوں کے مقابل پر تحریکِ آزادی چلانے والے ہمارے سیاسی لیڈروں میں بعض ایسے بھی تھے جو عدمِ تشدّد کے قائل تھے۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں سے کچھ تشدّد کے ہر واقعہ کی حوصلہ افزائی ضرور کرتے تھے۔ یا کم از کم اُسے بنظرِ تحسین ضرور دیکھتے تھے۔ آج یہی بد قسمتی آنے والی نسل کو ورثہ میں مل چکی ہے۔ بانیٔ احمدیت کے دُوسرے خلیفہ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہُ نے اُن دنوں واضح الفاظ میں خبردار کیا تھا کہ بد قسمتی کے یہ بیج جو آج بوئے جا رہے ہیں۔ تشدّد کیا جا رہا ہے یا تشدّد کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے، یہ بد عادت ہماری نسلوں میں بھی رائج ہو گی اور وہ بھی آئندہ آزادی اور حقوق کے نام پر ایسی ہی بد حرکات میں ملوّث ہو گی۔ اور پھر اُس وقت ہم بہت بے چین ہوں گے۔ درد سے کراہیں گے اور درد کو ناقابلِ برداشت محسوس کریں گے۔ کیونکہ یہ درد دُہرا درد ہو گا۔ ایک تو تخریب کاری اور فتنہ و فساد کا درد، دُوسرے اِس لئے کہ اپنوں کی تلوار اپنوں پر ہی چلے گی۔

کاش اُس وقت اِس رُوحانی آواز کو سُنا جاتا۔ کاش! ہم اپنی آزادی کی ابتداء ہی ہڑتالوں، بندوں، بم دھماکوں اور قتل و خون سے نہ کرتے۔ اور آج اپنے سِکھلائے ہوئے سبق کے زہریلے اثرات اپنی ہی قوم سے محسوس نہ کرتے۔ اُس دَور میں، جی ہاں! اس دَور میں جبکہ ابھی ہندوستان اپنی آزادی کے سفر کی شروعات کرنے والا تھا، سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے قوم کے سیاسی راہنماؤں کو نہایت دردمندانہ طور پر توجّہ دلائی تھی (الفضل ۷ جولائی ۱۹۳۲ء) لیکن اس کے جواب میں بعض ہمدردانِ قوم کی طرف سے "انگریزوں کے طرفدار"۔ "انگریزوں کے پِٹھو" اور "انگریزوں کے غُلام" جیسے "خطابات" سے نوازا گیا تھا۔ لیکن آج جبکہ انہی مصیبتوں کا یہ خود شکار ہیں خواہ وہ پاکستان کے سیاسی راہنما ہوں یا ہندوستان کے سیاسی راہنما۔ انہیں یقیناً اِحساس ہوتا ہو گا کہ کاش! ہم اپنی کھیتی میں ظلم و تشدّد کے بیج نہ بوتے۔ کاش! ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتے۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہُ نے ان دنوں صاف طور پر فرمایا تھا کہ ہم انگریزوں کے پِٹھو یا ان کے خوشامدی نہیں ہیں۔ بلکہ ہم تو گورنمنٹ کے خوشامدیوں کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عدمِ تشدّد کے اصول جنہیں ہم اپنے لئے جائز سمجھتے ہیں، دُوسروں کے لئے ناجائز بلکہ ناواجب سمجھنے لگیں —!

پس ہمدردانِ قوم و وطن کی خدمت میں دردمندانہ اپیل ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ ہم سنبھلیں۔ جو ہو چکا اُس کو مزید آگے نہ بڑھائیں اور ظُلم کو ہر طرف سے روکیں۔ خواہ وہ ظلم ظالم کی طرف سے ہو یا اُن لوگوں کی طرف سے جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھ کر اُن لوگوں پر بھی ظلم کرتے ہیں جو درحقیقت ظالم نہیں ہوتے۔ آج سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر دل و جان سے عمل کرنے کی ضرورت ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے "اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا۔" اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہؓ نے عرض کیا، اَے اللہ کے رسول! مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے، ظالم کی مدد کیونکر کی جائے۔ فرمایا ظالم کی مدد کرنا یہ ہے کہ اس کے بڑھتے ہوئے ظلم کے ہاتھوں کو روکو۔ یہی وہ سبق ہے جو یومِ مُصلح موعودؓ کے مبارک موقع پر ہم ہندوستانیوں بالخصوص ہندوستانی احمدیوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ احمدی اپنی عالمگیر پوزیشن کی وجہ سے دُنیا کے تمام ممالک میں جو درحقیقت اِس وقت ظلم کی آگ کے شعلوں میں گِھرے ہوئے ہیں حضرت مصلح موعودؓ کی یہ قیمتی نصیحت پہنچا سکتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایّدہُ اللہ تعالےٰ نے عالمگیر جماعتِ احمدیہ کو یہی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:- (باقی صـ۱۹ پر)

اخبارِ احمدیّہ

لندن ۵ فروری (جمعہ المبارک): سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں اور اُمورِ دینیہ کی بجاآوری میں دن رات مصروف ہیں۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلك۔

مسجد فضل لندن سے اپنا بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضور انور نے سورۃ الصّف کی آیات یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ .... كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (الصّف آیت ۱۱، ۱۲) کی تلاوت فرمائی جن کا ترجمہ یہ ہے:-

"اَے مومنو! کیا مَیں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دُوں جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے گی۔ (وہ تجارت یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رستہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔"

ان آیات کا ترجمہ بیان فرمانے کے بعد حضور انور نے بوسنیا میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا نہایت دردمندانہ جذبات کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اس ضمن میں حضور پُر نور نے عالمگیر جماعتِ احمدیہ کو تحریک فرمائی کہ وہ بوسنیا کے اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے بڑھ چڑھ کر مالی قُربانی میں حصّہ لیں۔ حضور نے فرمایا کہ یورپ کی جماعتوں بالخصوص برطانیہ کی جماعت کو اِس سلسلہ میں نہایت شاندار خدمات کا موقعہ مِلا ہے۔ اس موقعہ پر مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ نے بوسنیا کے مظلومین کی تصویریں بھی دکھائیں۔

اپنے ایمان افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ بوسنیا میں اتنے دردناک حالات ہیں کہ مجھ سے تو بیان ہی نہیں ہو سکتے۔ فرمایا وہاں پچاس ہزار سے زائد معصوم مسلمان عورتوں کی بے حُرمتی کی گئی اور بہت ہی بہیمانہ طور پر انہیں ہلاک کیا گیا۔ حضور نے بوسنیا کے علاوہ تمام دُنیا میں مسلمانوں پر ہو رہے مظالم کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اس ضمن میں حضور نے یونائیٹڈ نیشنز بالخصوص امریکہ کے غیر منصفانہ کردار کا ذکر فرمایا کہ ان کے انصاف کے پیمانے فلسطین، بوسنیا اور کشمیر کے لئے اَور ہیں اور عراق کی شیعہ اقلیت کے لئے کچھ اَور پیمانے ہیں۔ عراق اگر یونائیٹڈ نیشنز کی قرار دادوں پر عمل نہ کرے تو (باقی صـ۱۹ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

پیشگوئی درباره مُصلح موعُود

نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عِطر سے ممسُوح کیا۔!

سیّدنا حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو عطا ہونے والا قدرت، رحمت اور قُربت کا روشن نشان

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السّلام "مُصلح موعُود" کے بارے میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" خدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا اور تیری دُعاؤں کو بپایۂ قبولیّت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قُربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اَے مُظفّر تجھ پر سلام۔ خُدا نے یہ کہا تا وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہُوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا اُنھیں جو خُدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسُول محمد مصطفےٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھُلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جاوے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غُلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذُرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصُورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدّس رُوح دی گئی ہے۔ اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ وہ نُور اللہ ہے۔ مُبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خُدا کی رحمت و غیوّری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دِلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل وَ الْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نُزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہُور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خُدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا مُوجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہُرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(از اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۳)

مُصلح موعُودؓ کا دعویٰ

جماعتِ احمدیہ کے دُوسرے امام سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیارپور کے ایک جلسۂ عام میں فرمایا:-

" مَیں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعودؑ (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کی پیشگوئی کے مطابق آپؑ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعودؑ (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کا نام پہنچانا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ مَیں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اَور موعود بھی آئیں گے اور بعض ایسے موعود بھی ہوں گے جو صدیوں کے بعد پیدا ہوں گے بلکہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دُنیا میں بھیجے گا اور مَیں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دُنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ میری رُوح ایک زمانہ میں کسی اَور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہوگا، نازل ہوگی۔ اور وہ میرے نقشِ قدم پر چل کر دُنیا کی اِصلاح کرے گا۔ پس آنے والے آئیں گے اور اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق اپنے اپنے وقت پر آئیں گے۔

مَیں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعودؑ پر اِس شہر ہوشیارپور میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی جس کا اعلان آپ نے اس شہر سے فرمایا اور جس کے متعلق فرمایا کہ وہ نَو سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا وہ پیش گوئی میرے ذریعہ سے پُوری ہو چکی ہے۔ اور اب کوئی نہیں جو اِس پیشگوئی کا مصداق ہو سکے "!

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء)

منظوم و منثور کلام سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ کا مکّہ مکرمہ سے اپنے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نام خط

بیت الحرام سے لکھا ہُوا تیسرا نامۂ محمود

سیّدی و امامی و اُستاذی ۔ السلام علیکم

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور عنایت سے بخیر و عافیت میر صاحب سمیت کل بتاریخ سات نومبر کو مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور عنایت ہے کہ اس نے اپنے فضل سے اپنے پاک اور مقدس مقام کی زیارت کا موقعہ دیا۔ کل جب مکہ کی طرف اُونٹ آ رہے تھے۔ دِل کی عجیب کیفیت تھی کہ بیان نہیں ہوسکتی۔ محبّت کا ایک جوش دِل میں پیدا ہو رہا تھا۔ اور جوں جوں قریب آتے تھے دِل کا شوق بڑھتا جاتا تھا۔ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی حکمت اور ارادہ کے ماتحت کہاں سے کہاں کھینچ لایا۔ پہلے مصر کا خیال پیدا۔ پھر یہ خیال آیا کہ راستے میں مکّہ ہے۔ اس کی زیارت بھی کرلیں۔ پھر خیال ہُوا کہ حج کے دِن ہیں۔ اُن سے بھی فائدہ اُٹھایا جائے۔ غرض کہ ارادہ مصر سے مکّہ اور حج کا ہُوا اور آخر اللہ تعالیٰ نے وہاں پہنچا دیا۔ مجھے مُدت سے حج کی خواہش تھی اور اس کے لئے دعائیں بھی کی تھیں۔ لیکن بہ ظاہر کوئی صُورت نظر نہ آتی تھی۔ کیونکہ وہاں کے راستے کی مشکلات سے طبیعت گھبراتی اور یہ بھی خیال تھا کہ مخالفین کوئی شرارت نہ کریں۔ لیکن مصر کے ارادہ سے یہ خیال ہُوا کہ مصر جانا، اور راستے میں مکّہ کو ترک کر دینا ایک بے حیائی ہے۔ اِس میں تو کچھ شک نہیں کہ جدہ سے مکّہ تک کا سفر نہایت کٹھن ہے اور میر صاحب تو قریبًا بیمار ہو گئے۔ اور مجھے بھی سخت تکلیف ہوئی اور تمام بدن کے جوڑ جوڑ ہل گئے۔ لیکن بڑی نعمتیں بڑی قربانی بھی چاہتی ہیں۔ اس بڑی نعمت کے لئے یہ تکلیف کیا چیز ہے! مدینہ کا راستہ اور بھی طویل اور کٹھن ہے۔ لیکن چند دن کی تکلیف اُن پاک مقامات کے دیکھنے کے لئے کہ جہاں رسُول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم، فِداہُ ابی و اُمّی نے اپنی بعثتِ نبوت کا ایک روشن زمانہ گزارا، کیا چیز ہے؟ میرا دِل تو اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر قربان ہُوا جا رہا ہے کہ وہ کس حکمت کے ساتھ مجھے اِس جگہ لے آیا۔ ذٰلك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ اوّل تو اس جہاز سے جو مصر جاتا تھا رہ گئے۔ لیکن بعد میں جب اصرار کرکے دُوسرے جہاز میں سوار ہوئے تو مصر پہنچتے ہی خواب آیا کہ حضرت یا آپ فرماتے ہیں کہ فورًا مکہ چلے جاؤ پھر شاید موقعہ ملے کہ نہ ملے۔ چنانچہ دو جہاز چلے گئے اور ہم ان میں سوار نہ ہوسکے۔ جس سے خواب کی تصدیق ہوگئی۔ اِس طرح مصر کی سَیر بھی نہ کرسکے۔ اور جب مکہ پہنچے تو معلوم ہُوا کہ اب مصر نہیں جا سکتے۔ کیونکہ گورنمنٹ مصر کا قاعدہ ہے کہ سوائے اُن لوگوں کے جو مصر کے باشندہ ہوں، حج کے بعد چار مہینہ تک کوئی شخص حجاز و شام سے مصر نہیں جا سکتا۔ اِس طرح گویا اگر مصر جانا چاہوں تو مجھے اپریل تک وہاں جانے کی اجازت نہیں۔ اپریل کے آخر میں وہاں جاسکتا ہوں۔ پہلے تو اِس خبر کو مَیں گپ ہی سمجھا تھا، لیکن بعد میں حاجی علی جان والے جو دہلی کے سوداگر ہیں، اُن کے یہاں سوداگر ہیں، اُن سے معلوم ہُوا کہ واقعی حکم یہی ہے۔ اور چونکہ اُن کے کاروبار ان دیار میں جاری ہیں، ان کو یقینی علم ہے۔ ایک اور شخص نے بتایا کہ مَیں پچھلے سال شام میں تین ماہ تک رُکا رہا۔ اور اس مُدّت کے گزرنے پر پھر مصر کے داخلہ کی اجازت ملی۔ اب اس صُورت میں مصر کو واپس جانا فضول معلوم ہوتا ہے۔ حج کے بعد چار ماہ تک مصر کے داخلہ کا انتظار کرنا فضول ہے۔ مَیں نے تو ان سب واقعات کو ملا کر یہی نتیجہ نکالا ہے کہ منشائے الٰہی مجھے حج کروانے کا تھا۔ اور مصر کا خیال ایک تدبیر تھی۔ مَیں تو اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی پر قربان ہوں کہ میرے جیسے گنہگار انسان کی کیا حقیقت تھی کہ اس پر اِس قدر لطف و عنایت کی نظر ہوتی۔ اور اِس طرح اسے ایسے پاک مقامات کی زیارت کروائی جاتی۔ مگر خدا تعالیٰ کا پیار بھی اپنے بندوں سے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ وہ تو محسن ہے مگر ہماری طرف سے ناشُکری ہوتی ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ کل عُمرہ ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے اُمید سے بڑھ کر دُعاؤں کی توفیق دی۔ اور مَیں نے حتی المقدور حضور کے لئے، حضور کے خاندان کے لئے، کُل احمدی جماعت اور اِسلام اور مُسلمانوں کے لئے دعائیں کیں۔ زیارت بیت اللہ کے وقت بھی اور صفا و مَروہ کی سعی کے وقت بھی خصُوصًا جماعت کی ترقی اور آپس کے اِتحاد و مودّت کے لئے واللہ المجیب۔

والسلام
خاکسار مرزا محمود احمد
۸-۱۱-۱۹۱۲

نونہالانِ جماعت سے خِطاب

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے — پر ہے یہ شرط کہ ضائع مِرا پیغام نہ ہو
جب گزر جائیں گے ہم تُم پہ پڑیگا سب بار — سُستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو
خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو — اِس کے بدلہ میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو
عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں — دِل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو
اپنی اس عُمر کو اِک نعمتِ عظمٰی سمجھو — بعد میں تاکہ تمہیں شِکوۂ ایّام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور — اَے مِرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو
گامزن ہوگے رہِ صدق و صفا پر گر تُم — کوئی مشکل نہ رہے گی جو سرانجام نہ ہو

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

(کلامِ محمودؓ)

محمدؐ پر ہماری جاں فِدا ہے!

محمدؐ پر ہماری جاں فِدا ہے — کہ وہ کوئے صنم کا رہنُما ہے
مِرا دِل اُس نے روشن کر دیا ہے — اندھیرے گھر کا میرے وہ دِیا ہے
خُدایا اِک نظر اِس تفتہ دِل پر — کہ یہ بھی تیرے در کا اِک گدا ہے
غمِ اسلام میں مَیں جاں بلب ہُوں — کلیجہ میرا مُنہ کو آ رہا ہے
حیاتِ جاوداں مِلتی ہے اِس سے — کلامِ پاک ہی آبِ بقا ہے
مِرا ہر ذرّہ ہو قُربانِ احمدؐ — مِرے دِل کا یہی اِک مُدّعا ہے
اُسی کے عشق میں نِکلے مِری جاں — کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے
مُجھے اِس بات پر ہے فخر محمود — مِرا معشوق محبُوبِ خُدا ہے
سُنو اَے دُشمنانِ دِینِ احمدؐ — نتیجہ بدزبانی کا بُرا ہے
محمدؐ کو بُرا کہتے ہو تُم لوگ — ہماری جان و دِل جس پر فدا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے — محمدؐ جو کہ محبُوبِ خُدا ہے

خُدا کو اُس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اِک راہِ دِیں کا رہنما ہے

(کلامِ محمودؓ)

خطبہ جمعہ

اس سال مطمعِ نظر یہ رکھیں کہ انسان کو انسانیت کے آداب سکھلائے جائیں

انسانی قدروں کیلئے ایک عالمی جہاد کی ضرورت ہے اور جماعت کو ہر جگہ اس کو موضوع بنانا چاہیئے

اس وقت مذہبی بحثوں کا وقت نہیں انسانیت کو اس وقت انسان بننے کا پیغام دینے کی ضرورت ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم صلح (جنوری) ۱۳۷۲ ہش ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کل شام کا سورج غروب ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نیا سال طلوع ہونے کے سامان پیدا ہوئے اور آج صبح کے سورج کے طلوع کے ساتھ تمام عالم پر ایک نیا دن طلوع ہوا ہے پس میں تمام دنیا کے احباب جماعت کو چھوٹوں بڑوں کو اور مردوں اور خواتین کو نہایت محبت بھرا سلام اور مبارک باد پیش کرتا ہوں

سال نو کی مبارک باد

دینے کا رواج محض ایک رواج نہیں بلکہ "مبارک" لفظ میں ایک دعا پائی جاتی ہے GREETINGS میں تو کوئی دعا نہیں لیکن جب ہم مبارک کہتے ہیں اور "مبارک ہو" کے الفاظ سے کسی کو خوشی کے جذبات پہنچاتے ہیں۔ تو اس میں در حقیقت ایک دعا ہے پس میں بھی ان معنوں میں آپ سب کو یہ دعا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ سال آپ سب کے لئے ہر پہلو سے بہت ہی بابرکت فرمائے اور جماعت احمدیہ کے لئے بالعموم بہت بابرکت فرمائے اور خصوصاً دعوت الی اللہ کے میدان میں جماعت کی کوششوں کو غیر معمولی پھل لگائے اور دائمی پھل لگائے اور آگے پھولنے پھلنے والے بیج اور بھی عطا کرتا رہے بہر حال ایک تو جماعت کو مبارک باد دینا مقصود تھی اور ایک کُل عالم کے مسلمانوں کو خواہ ان کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہو یا نہ ہو میں دل کی گہرائی سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اسی طرح تمام انسانیت کے لئے میرے دل میں فلاح و بہبود کے جو جذبات ہیں اور جو نیک خواہشات ان سے وابستہ رکھتا ہوں اس پہلو سے تمام دنیا کے انسانوں کو خواہ ان کا کوئی بھی مذہب ہو، کوئی بھی رنگ ہو، کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں، کسی مذہب کے ماننے والے ہوں میں دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی مبارک باد پیش کرتا ہوں جو تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہے صرف میری طرف سے ہی نہیں۔

میں نے مبارک باد کے اس مضمون پر جہاں تک غور کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس بھری دنیا میں جہاں اربوں لوگ آباد ہیں سب سے زیادہ احمدی دل ہیں جو حقیقت میں بنی نوع انسان کے بہی خواہ ہیں اور واقعۃً دل کی گہرائی سے ان کی خیر چاہتے ہیں ورنہ اکثر لوگ تو اپنے محدود دائروں سے وابستہ ہو کر رہ گئے ہیں ایک مسلمان زیادہ سے زیادہ سوچے گا تو اسلام کی بہبود کی سوچتا ہے یا ایک پاکستانی پاکستان کی بہبود کی سوچتا ہے۔ انگلستان میں بسنے والا ایک انگریز انگلستان کی بہبود کی سوچتا ہے اور شاید ہی کوئی دل ایسا ہو جس کی گہرائی سے کُل عالم اسلام کی خیر خواہی کی دعائیں اٹھتی ہوں اور جہاں تک میرا علم ہے تمام احمدی جو تمام دنیا میں، مشرق و مغرب میں تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے ہیں انہوں نے اپنا دستور بنا رکھا ہے کہ وہ نظام جماعت کے لئے یا خلیفۂ وقت کے لئے، اپنے عزیزوں اور پیاروں کے لئے جہاں دعا کرتے ہیں وہاں انسانیت کو بحیثیت انسانیت پیش نظر رکھتے ہوئے کُل عالم کے انسانوں کے لئے ضرور دعا کرتے ہیں۔ یہ میرا ایک جائزہ ہے جو مختلف احمدیوں کے خطوط سے مترتب ہوتا ہے اور ویسے بھی اپنے دل کی کیفیت سے میں یہی اندازہ کرتا ہوں کیونکہ میرے اور جماعت کے دل کے دھڑکنے کے انداز ایک ہیں ایک ہی نہج پر ہم سوچتے ہیں۔ ایک ہی طرز پر محسوس کرتے ہیں اس لئے جو میری کیفیات ہیں وہ سب جماعت کی ہونگی اور ایسا ہے بھی کیونکہ خط لکھنے والے تو کم ہیں جو لکھتے ہیں مگر جو لکھتے ہیں وہ نمونے بھیج دیتے ہیں وہ بتا دیتے ہیں کہ نجی میں بھی ایسے ہی احمدی بستے ہیں جیسے نائیجیریا یا سیرالیون میں یا غانا میں یا امریکہ میں یا انگلستان میں یا جرمنی میں غرضیکہ احمدی خط جہاں سے بھی چلتے ہیں ان کی ادائیں ایک ہوتی ہیں پس احمدی مزاج ایک بین الاقوامی مزاج بن چکا ہے۔ اور انسانیت کی بھلائی چاہنا۔ انسانیت کی بہبود چاہنا اس بین الاقوامی مزاج کی سرشت میں داخل ہے اس میں کوئی بناوٹ نہیں کوئی تصنع کوئی تکلف نہیں جس جماعت کو بین الاقوامی مزاج نصیب ہو گا اس مزاج سے از خود تمام عالم کے لئے دعائیں پھوٹیں گی پس اللہ تعالیٰ یہ نیا سال تمام دنیا کو بحیثیت انسان مبارک کرے اور اس پہلو سے آگے چل کر میں جو تحریک کروں گا اس کا تعلق اس سال کو

انسانی بہبود کا سال

بنانے سے ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہر سال ہم ایک مطمعِ نظر اپنے سامنے رکھتے ہیں اس سال مطمعِ نظر یہ رکھیں کہ انسان کو انسانیت کے آداب سکھلائے جائیں اس سلسلہ میں میں انشاء اللہ چند ایک تجاویز بھی بعد میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

ابھی گذشتہ سال کے آخر پر ایک عجیب نوع کا جو عالمگیر جلسہ ہوا تھا اس کے متعلق مختلف ممالک سے جماعت احمدیہ سے وابستہ دوستوں کے جذبات مجھ تک پہنچ رہے ہیں شروع شروع میں تو باقاعدہ ٹیلی فون یا فیکسز کے ذریعہ پیغام مل رہے تھے اب خط بھی پہنچنے شروع ہو گئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس جلسے کا جو اثر احمدی قلوب اور اذہان پر پڑا ہے۔ وہ ہماری توقع سے بہت زیادہ بڑھ کر ہے اکثر لکھنے والوں نے یہ محاورہ استعمال کیا ہے کہ

آپ اندازہ نہیں لگا سکتے جو کیفیت ہے اور میں لکھ نہیں سکتا جو کیفیت ہے میرے پاس الفاظ نہیں جن سے بیان کر سکوں میں اپنی کیفیت ہی نہیں بلکہ اپنے سارے ماحول کی کیفیت بتا رہا ہوں اور بعضوں نے لکھا کہ یہ صرف احمدیوں کا حال نہیں ہے جو غیر بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں ان کے دلوں کی بھی یہی کیفیتیں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جو بعض تاثرات بھیجے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ اسی طرح قادیان سے آنے والے ایک دوست نے بتایا کہ جو سکھ ہندو دوست جلسہ میں شریک تھے اور زیادہ تر سکھ تھے جب وہ مختلف مواقع پر قادیان کے مناظر دیکھتے تھے جن میں بعض دفعہ خود اُن کی تصویریں بھی دکھائی دیتی تھیں تو بے اختیار ہو کر ان کی زبانوں سے نعرے بلند ہوتے تھے اور جب جماعت نعرے لگا رہی ہوتی تھی تو وہ بھی شامل ہو جایا کرتے تھے اور یہ کیفیت ساری دنیا میں ایک ہی طرح سے ایک ہی وقت میں رونما ہو رہی تھی اگرچہ ساری دنیا میں اسوقت الگ الگ وقت تھے یعنی ایک لمحہ میں جو آواز اٹھ رہی تھی وہ چوبیس گھنٹے پر پھیلے ہوئے لمحوں کی آواز بن گئی کہیں یہ آدھی رات کی آواز تھی کہیں صبح سویرے کی آواز تھی کہیں تہجد کے وقت کی آواز تھی کہیں شفق صبح کی آواز بن گئی تھی کہیں شفق شام کی آواز بن گئی تھی [illegible] کی آواز تھی گویا کہ چوبیس گھنٹے میں زمین کے گول ہونے اور اس کے چکر لگانے کی بناء پر جتنے لمحے ہیں اس ایک لمحہ کی آواز بیک وقت چوبیس گھنٹوں کے ہر لمحہ کی آواز بن رہی تھی اور اس کیفیت کا ایک غیر معمولی اثر احمدیوں نے محسوس کیا اس میں لطیفے کی ایک بات یہ بھی ہوئی کہ امریکہ کے ایک دوست نے خط لکھتے ہوئے بڑے جوش میں جلسے کے اثرات بیان کرنے شروع کئے کہ مجھے یوں لطف آیا اور پھر مجھے یوں لطف آیا اور اچانک انہوں نے کہا کہ ایک بات سوچ کر میرا رنگ فق ہو گیا اور وہ بات یہ تھی کہ میں نے سوچا کہ یہ نہ ہو کہ اب امریکہ کا اگلا جلسہ بھی لنڈن ہی سے کروا دیں یہ لطیفہ میں نے گھر پر بچوں کو سنایا تو میری ایک بیٹی نے کہا کہ "یہ نہ ہو" کا کیا مطلب؟ اب تو یہ ہونا ہی ہونا ہے کیونکہ جماعت خدا کے فضل سے اس تیزی سے پھیل رہی ہے اور ہر ملک کی خواہش ہو گی کہ آپ ضرور جائیں اب تو جلسے پھیلنے شروع ہو جائیں گے اور لازماً خلیفۂ وقت جو بھی ہو گا جہاں بھی ہو گا وہاں سے وہ ہر جلسے میں شرکت کیا کرے گا تو میری دوسری بیٹی نے پھر ایک سالانہ کیلنڈر تجویز کیا کہ صبح اٹھ کر لوگ جس طرح تاریخیں پوچھتے ہیں یہ پوچھا کریں گے کہ آج کونسا جلسہ ہے تاکہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ اس جلسہ کو دیکھیں تو بہر حال یہ لطیفے بھی ہیں اور حقیقتیں بھی ہیں اس سے انکار نہیں ہو سکتا خدا تعالیٰ نے احمدیت کی کائنات بدل دی ہے" موسم تبدیل کر دئے ہیں وہ احمدی جن کی آواز گھروں تک پہنچنے سے روکی جا رہی تھی وہ گھروں میں داخل ہو گئے ہیں۔ ساری دنیا کے گھروں میں داخل ہو کر ان کے دلوں میں اُتر رہے ہیں کون ہے جو خدا کی اس تقدیر کی راہ میں حائل ہو سکے اب تو یہ سلسلہ پھیلے گا اور پھولے گا اور پھلے گا اور کوئی نہیں جو اس کی راہ میں حائل ہو سکے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ شاداب درخت ہے جس کی شاخوں نے تمام دنیا پر پھیل کر سب دنیا کے لئے سائے اور عافیت کے سامان پیدا کرنے تھے۔

سب سے دلچسپ بات یا دلچسپ باتوں میں سے ایک بات کہہ لیجئے جس کی طرف میری خاص توجہ گئی تھی اور جس کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ ساری دنیا کی جماعتیں بھی محسوس کر رہی ہیں وہ ہے۔

عالمی بیعت

تاریخ عالم میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اللہ اور رسول کے نام پر کوئی بیعت کی جا رہی ہو اور بیک وقت سارے جہان میں اس بیعت کے ساتھ زبانیں بھی متحرک ہوں اور دل بھی دھڑک رہے ہوں اور ایک آواز کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرنا دل میں ایک عجیب کیفیت پیدا کرتا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدا تعالیٰ کی تقدیر کا ایک اظہار تھا یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہوا۔ یہ بیان کیا گیا تھا کہ ایک انگریز نے مسلمان کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں بھی اس موقعہ پہ بیعت کر لوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ فرشتوں کی تحریک تھی کوئی اتفاقی خیال نہیں تھا۔ بار گزشتہ سال اس بیعت سے کچھ گیا ہے اس کے سر پر ایک تاج رکھا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ساری دنیا کی جماعت تجدید بیعت کے ذریعہ اب دعاؤں اور خدمتوں کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے کیونکہ ہر جگہ جماعت بیعت میں شامل تھی۔ یہ اس بیعت کی تعبیر ہے اور میں سمجھ رہا ہوں کہ آئندہ پھر بیعتیں انشاء اللہ ہوا کریں گی کہ ایک جگہ جب کسی جلسہ میں بیعت ہو رہی ہو گی تو لاکھوں بیعتیں دنیا میں ساتھ ہو رہی ہوں گی اور وہ جو کروڑ کا تصور میں نے پیش کیا تھا اب وہ دور کی خواب و خیال اور خواہش کی بات نہیں رہی میں سمجھتا ہوں کہ اس کا وقت قریب آ رہا ہے کیونکہ جلسوں میں جو شریک ہوتے ہیں خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم یا خلیوں میں جو شریک ہوتے ہیں خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم اُن کے متعلق پہلے دوسرے لکھتے ہیں پھر وہ خود خط لکھنے لگ جاتے ہیں اور آجکل تو تقریباً روزمرہ ڈاک میں ایسے خط نکلتے ہیں کہ ہم ایک احمدی دوست سے آئے تھے ہم مسلمان تھے لیکن احمدی نہیں تھے بلکہ بعض سخت نفرتوں کا شکار تھے اور ایک جمعہ میں ہی آ کر کایا پلٹ گئی اب ہم نے وہ کچھ دیکھا ہے جو سنی سنائی باتوں سے بالکل برعکس ہے کان اور سنتے تھے۔ آنکھیں اور دیکھتی تھیں اور اب کان بھی اور سننے لگ گئے ہیں۔ اس قسم کے تاثرات مسلمانوں کی طرف سے ہی نہیں ہندوؤں کی طرف سے بھی، سکھوں کی طرف سے بھی اور انگریز دل یا اور غیر کی طرف سے بھی آنے شروع ہوئے ہیں اور بعض بیعتوں کے قریب پہنچ گئے۔ بعض نے اس شمولیت کی وجہ سے بیعتیں کر لیں تو جوں جوں یہ سلسلہ پھیلے گا جماعت سے باہر سننے والوں کی تعداد میں بھی خدا کے فضل سے نمایاں اضافہ ہو گا کیونکہ بعض جگہ سے تو یہ بھی اطلاع ملی کہ ایک غریب احمدی کو ڈش اینٹینا لگانے کی توفیق نہیں تھی اس کے امیر ہمسائے کو جو غیر احمدی تھا جب پتہ چلا تو اس نے اینٹینا لگایا اور کہا کہ اپنے محلے کے سارے احمدیوں کو کہو کہ میرے گھر آ کر سنا کریں اور وہ سارے مل کر اب سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو اس لئے یہ جو گزشتہ سال ہے یہ خدا کے فضل سے واقعۃً جماعت احمدیہ کے لئے ایسی خوشخبریاں نہیں لایا جو یادیں بن کر ماضی میں رہ جاتی ہیں بلکہ ایسی خوشخبریوں کے پیغام لایا ہے جو مستقبل میں ہمارے آگے آگے نور کی طرح بھاگیں گی اور ہمیں تیز قدم چلنے کے اشارے کرتے ہوئے اور آگے بڑھیں گی اور اس طرح احمدیت کا یہ قافلہ شاہراہ ترقی اسلام پر خدائے واحد و یگانہ کی تکبیر کرتے ہوئے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حسن و جمال کے گیت گاتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے گا۔

گزشتہ خطبہ میں وقف جدید کا جو اعلان ہوا تھا اس میں دو باتیں تو غلطی سے ایسی بیان ہوئیں جن کی تصحیح ضروری ہے اور ایک پہلو

"وقفِ جدید اطفالِ نو"

کا ذکر رہ گیا تھا وہ میں اب کروں گا سب سے پہلے تو ایک عددی غلطی ہے یعنی جب میں نے پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کی جماعتوں کے علاوہ باقی دنیا میں وقف جدید کے وعدوں اور وصولی کے لحاظ سے ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۲ء کا موازنہ کیا تو غلطی سے یہ کہہ دیا ۶۶ فیصد اضافہ ہوا ہے حالانکہ جو فقرہ نیچے لکھا ہوا تھا وہ ۶۶ ہزار کا تھا اور باقی جگہ فیصد چل رہی تھی اس لئے میرے منہ سے بھی ۶۶ ہزار کی بجائے ۶۶ فیصد نکل گیا یہ درستی ہونی چاہئے ۳۴.۶۴ فیصد اضافہ ہوا تھا۔

دوسرے میں نے حضرت شیخ محمد احمد صاحب کا ذکر کرتے ہوئے ان کو صحابی بیان کر دیا تھا آپ کی پیدائش دراصل ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کی ہے جبکہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب جو ان کے بزرگ صحابی والد تھے

وہ اس سے پہلے احمدی ہو چکے تھے اور یہ پیدائشی احمدی تھے تو مجھے چونکہ یاد تھا کہ یہ پچھلی صدی میں پیدا ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا ایک بڑا حصہ انہوں نے پایا اس لئے میں نے صحابی کہہ دیا اس سلسلہ میں ایک خط کا اقتباس میرے سامنے ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ محمد احمد صاحب کی پیدائش پر ان کے والد کے نام مبارکباد کا لکھا وہ خط یہ ہے:

"مجبی اخویم منشی ظفر احمد صاحب سلّمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ لڑکا نوزاد مبارک ہو۔ اس کا نام محمد احمد رکھ دیں خدا تعالیٰ باعمر کرے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سارے کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ اس زمانے میں کوئی سیکرٹری تو ہوا نہیں کرتے تھے اور کتابیں بھی لکھنا۔ بڑے بڑے مضامین لکھنا پھر بے شمار دوسرے کام تھے کہ یقین نہیں آتا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اتنے کام ممکن ہیں پھر اپنے صحابہ کی دلداری کے لئے اپنے ہاتھ سے آپ انہیں خط بھی لکھا کرتے تھے مگر تحریر مختصر اور بہت سے مضامین کو چند الفاظ میں سمیٹے ہوئے اس خط میں یہ "باعمر کرے" والی جو بات ہے یہ ہر خط میں آپ نہیں لکھا کرتے تھے کسی خط میں کوئی دعا ہوتی تھی۔ کسی خط میں کوئی دعا ہوتی تھی اور یہ پڑھ کر مجھے خیال آیا کہ جماعت کو بھی اپنے ان جذبات میں شریک کروں کہ حضرت شیخ محمد احمد صاحب کی عمر غیر معمولی حالات میں، بہت سخت بیماریوں کا شکار رہنے کے باوجود خدا کے فضل سے لمبی سے لمبی ہوتی چلی گئی ہے۔ اور دعا کا ایک چھوٹا سا فقرہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ باعمر کرے تو باعمر تو ہو گئے۔ اور اب سو سال پورے ہونے میں چار سال رہتے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ اگلی صدی بھی دیکھیں عمر کی اگلی صدی بھی اور دوسری بھی۔

یہ تو ہماری ایک خواہش اور تمنا ہے لیکن یہ دعا ضرور ساتھ کرنی چاہئے کہ صحت و عافیت کی شرط کے ساتھ، باہوش اور باعزت رہتے ہوئے ایسی حالت میں لمبی زندگی کی دعا کرنا مناسب نہیں کہ انسان صاحب فراش ہو چکا ہو دوسروں پر بوجھ بن چکا ہو اور حضرت شیخ صاحب کے متعلق تو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ بڑے خود دار انسان ہیں اور ادنیٰ سا بوجھ بھی کسی پر ڈالنا پسند نہیں کرتے اس لئے ہماری تمنا اور خواہش ہے انشاء اللہ کے ساتھ۔ ہاں جو بھی منظور ہو اسی پر ہم راضی ہیں پس ان کو جو صحابی کہا گیا تو اس لئے کہ خیال تھا کہ اس زمانے میں ضرور کسی وقت گئے ہوں گے۔ لیکن یہ معلوم کر کے تعجب ہوا ہے کہ کبھی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں خود حاضر ہونے کا موقعہ نہیں ملا۔ اور اس زمانے میں جو بعض عشاق صحابہ تھے۔ ان کی عشق کی عجلت نے بھی ایسا کیا ہے۔ بعض دفعہ انسان ایک خیال میں ایسا مگن ہو جاتا ہے کہ اپنے گرد و پیش، اپنے ماحول، اپنے بچوں تک کی فکر نہیں رہتی، تو وہ اس شدت کے جذبے سے قادیان کی طرف کھینچے جایا کرتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کی ہوش نہیں تھی کہ میں اپنے بیٹے کو بھی لے جاؤں اور اس کو بھی صحابی بنالوں مگر میں نے جو صحابی کہا تو صرف عمر کی وجہ سے نہیں ان کی ادائیں بھی صحابہ والی ہیں پس میری غلطی تو اپنی جگہ لیکن ان سے بھی تو پوچھئے کہ وہ کیوں اتنے پیارے ہوئے جنہوں نے اپنی ساری زندگی صحابہ کی طرح صرف کی ہو ان کو اگر غلطی سے صحابہ میں شمار کر لیا جائے تو انسانی نقطۂ نگاہ سے تو غلطی ہے مگر خدا تو بغیر غلطی کے شامل کر سکتا ہے۔ پس آخری دعا جو میں کرتا ہوں اور آپ سے بھی اس کی گذارش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ محمد احمد صاحب کے لئے یہ دعا کریں کہ میرے منہ سے جو غلطی سے نکلا تھا خدا کی تقدیر میں واقعۃً ملحوظ ہو جائے اور اللہ کے حضور ان کا شمار صحابہ میں ہو۔

اب مختصراً وقف جدید کے اطفال کے دفتر کا ذکر کرتا ہوں ۱۹۶۶ء میں

دفتر اطفال

جاری ہوا تھا۔ پہلے سال ۲ ہزار ۶۶۵ روپے وصولی تھی اور ۱۹۹۱ء میں خدا کے فضل سے یہ وصولی بڑھ کر ۶ لاکھ ۲۲ ہزار ۵۹۶ ہو چکی ہے لیکن یہ وصولی دراصل صحیح حقیقت پیش نہیں کر رہی کیونکہ بیرونی دنیا میں اکثر ممالک میں دفتر اطفال کا الگ طور پر ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے آئندہ سے اگر تمام دنیا کی جماعتیں دفتر اطفال کا حساب الگ رکھنا شروع کر دیں تو اُس سے صحیح شکل سامنے آئے گی اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ بہت سی مائیں اپنے بچوں کی طرف سے چندے دیتی ہیں اور بچوں کو پتہ ہی نہیں لگتا اور دفتر اطفال کے قیام کے لئے بہت حد تک یہ غرض پیش نظر تھی کہ بچوں کو علم ہو کہ وہ بھی چندے دے رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں سے چندے نکلیں اور انہیں چندوں کا شوق پیدا ہو اور بچپن کی چندوں کی یادیں آئندہ ان کے چندے دینے کے لئے ضمانت بن جائیں یا ممد ثابت ہوں۔ میں نے اس سلسلہ میں اپنی ان دو بچیوں سے سوال کیا جو شادی شدہ ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہاں وہ سب بچوں کی طرف سے چندے دے رہی ہیں لیکن جب پوچھا کہ ان کو علم ہے تو پتہ لگا کہ نہیں۔ یہ غلطی ہے۔ ہماری والدہ تو ہمیں بتا کر بلکہ پیسے دے کر پھر واپس لیا کرتی تھیں یہ سمجھا کر کہ تم چندہ دے رہے ہو میں نہیں دے رہی۔ اس کا دل پر بڑا گہرا نقش ثبت رہا اور ہمیشہ رہے گا اس لئے اطفال کی تحریک کے سلسلہ میں تمام دنیا کی جماعتوں کو میں متوجہ کرتا ہوں کہ بچوں کے دفاتر اپنے طور قائم کریں اور آئندہ سے جو ماں باپ بچوں کی طرف سے چندہ دیں ان کو بتا کر دکھا کر دیں بلکہ ان کو دے کر پھر واپس۔ لیں اور کہیں کہ یہ تمہاری طرف سے چندہ ہے اگر ایسا کریں گے تو بچوں کے چندوں میں بھی ایک فرق آنا شروع ہو جائے گا بچوں کے وہ چندے جو ماں باپ کی طرف سے لکھائے جاتے ہیں مثلاً پاکستان میں اگر چھ روپے مقرر ہے تو اکثر صورتوں میں چھ روپے ہی رہتے ہیں لیکن جہاں بچے شامل ہو جائیں اور اپنے مزاج اور اپنے شوق کے مطابق لکھوائیں تو وہاں اور نتیجے پیدا ہو جاتے ہیں کوئی بچہ چھ دے رہا ہے کوئی دس دے رہا ہے کوئی پندرہ دے رہا ہے بعض بچے اپنے جیب خرچ اکٹھے کرتے ہیں اور پھر وہ ساری کی ساری جمع شدہ رقم دے دیتے ہیں تو دراصل یہی وہ مقصد ہے جس کی خاطر دفتر اطفال کو الگ کیا گیا تھا۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ باقی دنیا میں بھی دفتر اطفال الگ ہو گا۔ تو آئندہ نسلوں کی تربیت کی بہت توفیق ملے گی۔

پاکستان میں دفتر اطفال میں جو اوّل دوم سوم آئے ہیں اب ان کا اعلان کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو اہل ربوہ خوشخبری سننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ سارے پاکستان میں دفتر اطفال میں سب سے زیادہ ربوہ کے بچوں نے حصہ لیا ہے اور کمیت کے لحاظ سے بھی اور کیفیت کے لحاظ سے بھی خدا کے فضل سے ربوہ کے بچوں نے ۸۸ ہزار ۵۲۸ روپے اس مد میں ادا کئے۔ دوسرے نمبر پر لاہور کی باری ہے اور تیسرے نمبر پر کراچی کی لیکن مجھے یہ خیال ہے کہ کراچی زیادہ دیر تک تیسرے نمبر پر نہیں رہے گا وہ یہ سن کر کافی شرمندہ ہوں گے کہ لاہور سے تقریباً تیسرا حصہ پیچھے رہ گئے ہیں یعنی لاہور ان سے تین حصے آگے بڑھ گیا ہے اب میں زیادہ اعداد و شمار نہیں بتاتا کیونکہ شرمندہ کرنا مقصود نہیں بلکہ محض مہمیز دینا میرے پیش نظر ہے کہ ذرا ولولے پیدا ہوں اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ راولپنڈی چوتھے نمبر پر آیا ہے۔ گوجرانوالہ پانچویں نمبر پر۔ سیالکوٹ چھٹے پر۔ سرگودہا ساتویں پر فیصل آباد آٹھویں نمبر پر۔ شیخوپورہ نویں پر اور تھرپارکر دسویں نمبر پر۔

اب میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں جس کا میں نے ابتدا میں تعارف کرایا تھا اس وقت دنیا کو سب سے زیادہ انسانی قدروں کو بحال کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے

انسانی قدریں

ہر پہلو سے پامال ہو رہی ہیں ہر قسم کے جرائم بڑھ رہے ہیں اور ان کے نتیجہ میں انسانی ضمیر کچلا جا رہا ہے اور اکثر جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر دم توڑ چکا ہے کوئی حیا، کسی قسم کی کوئی غیرت، انسانیت

کی کوئی رمق بھی باقی نہیں بلکہ دکھائی نہیں دیتی۔ مثلاً جہاں چھوٹے بچوں پہ ظلم ہو رہا ہے جہاں یہ ... اس طرح چلائے جا رہے ہیں کہ کسی کے معصوم بچے کو اغوا کر کے اس کو نہایت خطرناک کیفیت ... مزدوری میں مبتلاء کر کے چند پیسے ... کی خاطر اتنے بڑے ظلم توڑے جا رہے ہیں ساری زندگی کے ... اس بچے کے لئے بھی ایک عذاب کی زندگی ہے اور ماں باپ کے لئے بھی ایک عذاب کی زندگی ہے کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ کیا ہو رہا ہے کہاں چلے گئے ہیں اور وہ بچے خوف و ہراس میں اتنا مبتلا کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ آواز بھی بلند نہیں کر سکتے مجھے یاد ہے کہ ایک احمدی ... ہونے کے بعد اسی قسم کے ایک کیمپ سے نکل کر بھاگ ... پہنچا تھا اور اس نے جو روئیداد سنائی وہ تو ایسی ہے کہ سن کر دل ... تھے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان تھا کہ اس کی دعاؤں سے ... میں اسے توفیق مل گئی ورنہ جو جو کام وہاں ہوتے ہیں اور کئے جاتے ہیں اور جس قسم کی گراوٹ کی باتیں وہاں ہوتی ہیں ان کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ کیمپ اسلامی مملکت پاکستان میں بھی جاری ہیں اور ہندوستان میں بھی اور وہ جو اسلام کے نام پر جہاد کرنے والے پٹھان ہیں وہ بدقسمتی سے سب سے زیادہ اس میں ملوث ہیں۔ عجیب و غریب تضادات کی دنیا بن چکی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسانی قدریں تو پاؤں تلے روندی جائیں۔ بلکہ ایسی گندی کر دی جائیں کہ ان پر پاؤں رکھتے ہوئے حیاء آتی ہو اور باتیں آسمان کی اور الوہیت کی اور خدا کی عزت اور جلال کی ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حمد و ثناء کے گیت گائے جا رہے ہوں اور سمجھے یہ جا رہا ہو تو یہ اتنا بڑا تضاد ہے کہ اس تضاد سے طبیعت میں متلی پیدا ہونے لگتی ہے پس انسانی قدروں ... ایک عالمی جہاد کی ضرورت ہے اور جماعت کو ہر جگہ اس کو موضوع بنانا چاہیئے انگلستان اور یورپ وغیرہ میں بھی بدی اور طرح سے پائی جاتی ہے وہاں بھی پائی جاتی ہوگی لیکن یہاں تو ماں باپ اپنے ہی معصوم بچوں پر ظلم کرتے ہیں یا ان کے رشتہ دار ظلم کرتے ہیں یا غریب بچوں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں زیادتی کی اور پھر بہیمانہ طور پر قتل کر کے پھینک دیا۔ یہ ساری ایسی بیماریاں ہیں جو گہری دبی ہوئی ہیں اور یہ چند باتیں میں بتا رہا ہوں یہ وہ پھوڑے ہیں جو ان گہری بیماریوں سے کبھی کبھی سطح پر پھوٹ رہے ہیں جب تک سارے خون میں فساد واقع نہ ہو جائے اس وقت تک ایسے مکروہ پھوڑے جسم پر نہیں پیدا کرتے ان بیماریوں کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے انسان کی بڑی بدنصیبی ہے کہ بنیادی انسانی قدروں سے ناآشنا ہو ... بڑی مہنگی قدریں ہیں ان کا مذہبی رہنما خون کر رہے ہیں۔ اور ... کو ملیا میٹ کرنے کے لئے انہوں نے گویا ایک برعکس جہاد کا ... کر رکھا ہے میری مراد یہ ہے کہ یہ تو انسان کے ایسے مظالم ہیں جن میں کوئی ملاں، کوئی پنڈت، کوئی پادری براہ راست ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ اپنی مسجدوں ... مندروں اور معابد سے یہ اعلان تو نہیں کرتا کہ تم ایک دوسرے پر ایسے مظالم کرو۔ لیکن بالواسطہ ذمہ دار ضرور بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھوں کے سامنے سوسائٹی میں یہ سارے واقعات ہو رہے ہوتے ہیں لیکن اس کی انسانیت کی رگ نہیں پھڑکتی خدا تعالیٰ سے محبت کے تقاضوں میں انسانی ہمدردی کا کوئی حصہ داخل ہی نہیں ہے۔ گویا معبود کی دنیا الگ ہے۔ اور عبادت کرنے والوں کی دنیا الگ ہے محبت کا جو رخ ہے۔ آسمان کی طرف ہی ہے اور زمین محبت سے خالی ہو چکی ہے ایسی محبت جو خدا سے کی جائے اور بنی نوع انسان سے اس محبت میں ہاتھ کھینچ لئے جائیں۔ تو اس محبت کو رفع ہو ہی نہیں سکتا۔ لعنتوں اور پھٹکاروں کے ساتھ وہ محبت ان لوگوں کے منہ پر ماری جاتی ہے اس لئے بلا واسطہ تو نہیں مگر بالواسطہ یہ لوگ یقیناً ذمہ دار ہیں جن کے مقاصد زندگی میں یہ بات داخل ہے کہ اللہ کی محبت کے ساتھ بنی نوع انسان کے حقوق کا تصور پیدا کریں، ان کا پیار دلوں میں پیدا کریں اور ظلم و سفاکی کو دنیا سے مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں لیکن ایک اور ظلم ہے جس میں یہ بلاواسطہ خود شریک ہوتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

مذہب کے نام پر نفرتوں کی تعلیم

دیتے ہیں اور دنیا کے ہر مذہب میں یہ اس کثرت سے اور اس بے حیائی سے ہو رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ ان لوگوں کی عقلیں کہاں گئیں ہیں۔ مذہب کے اعلیٰ مقاصد میں خدا کی عبادت ہے اور خدا کی عبادت بندوں کے ساتھ حسنِ سلوک از خود سکھاتی ہے جس عبادت کے نتیجہ میں انسان خدا کی مخلوق سے دُور ہو جائے وہ شیطان کی عبادت تو قرار دی جا سکتی ہے اللہ کی عبادت قرار نہیں دی جا سکتی اس عبادت کا کیا فائدہ جس کے نتیجہ میں خالق اور مخلوق کے درمیان فرق کر دیئے جائیں اور خالق کے نام پر مخلوق پر ظلم توڑے جا رہے ہوں۔

پس اس وقت مذہبی بحثوں کا وقت نہیں ہے وہ کبھی جہاں مناسب ماحول ہو چلیں گی لیکن انسانیت کو اس وقت انسان بننے کا پیغام دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی قدروں کے لئے ایک عالمی سطح کا جہاد جاری کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پہلو سے میں جماعت احمدیہ کو دعوت دیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ انفرادی طور پر یا من حیث الجماعت جماعت کی طرف سے یہ کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک دوسروں کو بھی اس معاملہ میں عقل دے کر اور دعوت دے کر ساتھ شریک نہ کریں ہمیں اس پیغام کو عام کرنا ہوگا اور اگر جماعت احمدیہ کی طرف سے مثلاً حکومتوں کے سربراہوں کو، بڑے بڑے دانشوروں کو اخباروں میں لکھنے والوں کو جو اہل قلم لوگ ہیں ان کو خطوط لکھے جائیں اُن کو سارا سال اس طرف متوجہ کیا جائے اور مختلف تجاویز ان کے سامنے رکھی جائیں تو پھر یہ ایک ایسی کوشش ہے جو ہو سکتا ہے کہ بعض ایسے دلوں میں بھی تبدیلی پیدا کرے جو دل با اختیار ہیں جن کے پیچھے ایک قوم ہے ان ہاتھوں میں بھی یہ جنبش پیدا کر دیں جن کو عنانِ حکومت تھمائی جاتی ہے جو اُن دماغوں میں یہ تبدیلی پیدا کر دیں جن کی فکر قوم کی فکر بن جایا کرتی ہے۔

پس ہر پہلو سے اہل دانش، اہل قلم، اہل دل لوگوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے سمجھا سمجھا کر محبت سے پیار سے یہ باتیں پہنچانی ضروری ہیں اور آئندہ سارا سال دنیا کی ہر جماعت جو میرے اس پیغام کو سن رہی ہے اس میں چھوٹے بڑے سب شریک ہو جائیں اگر بچے اپنی زبان میں ایک بات لکھ سکتے ہیں تو کیوں نہ لکھیں۔ بعض دفعہ بچوں کی زبان دل پر زیادہ اثر کرتی ہے اور دراصل بڑا گہرا اثر کرتی ہے۔ میں نے تو دیکھا ہے کہ جن بچوں کو کہنا نہیں آتا وہ بھی کچھ لکھ دیتے ہیں تو دل پر اثر پڑتا ہے۔ مجھے بعض دفعہ بچوں کے ایسے خط آتے ہیں کہ اپنی طرف سے انہوں نے ایک بہت خوبصورت عبارت لکھ کر بھیجی ہوتی ہے اور وہ صرف گول مٹول حروف ہیں اور چکر لگائے ہوتے ہیں جیسے کسی مکھی کو سیاہی میں بھگو کر کاغذ پر پھرا دیں یا مکڑی کو سیاہی میں بھگو کر کاغذ پر پھرا دیں اور وہ اپنے والدین سے کہتے ہیں کہ میں نے اپنی طرف سے ایک بہت اچھا خط لکھا ہے اس پر پتہ لکھ کر آپ بھجوا دیں اور مجھے اس کا جواب چاہیئے۔ چنانچہ اس خط کو پڑھنے کا بڑا مزا آتا ہے بڑا لطف آتا ہے کیونکہ اس خط میں محبت ہی محبت ہوتی ہے اور جس محنت سے وہ بچہ لکھ رہا ہوتا ہے وہ ساری محنت از خود زبان بن جاتی ہے۔ تحریر بولنے لگتی ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ کتنا پیارا بچہ ہے۔ کتنی اس نے محنت کی ہے کتنا اہتمام کیا ہے قلم مانگا سیاہی لی کاغذ کہیں سے پکڑا اور کہیں چھپ کر بیٹھ گیا اور اس نے کہا کہ میں خط لکھ کر لاتا ہوں اور پھر توقع یہ کہ میں بھی اُسے جواب دُوں یہ پیغام مجھے زبانی پہنچا ہوتا ہے تو بعض دفعہ میں بھی ویسی ہی تحریر بنا کر نیچے دستخط کر کے بھیج دیتا ہوں اور ماں باپ کو کہتا ہوں کہ گونگے کی بولی ماں باپ ہی سمجھتے ہیں تو آپ بھی یہ زبان سمجھتے ہونگے۔ آپ ان کو بتا دیں کہ کیا لکھا ہے۔ پتہ نہیں وہ میری

زبان ٹھیک پڑھتے ہیں کہیں مگر میں بچوں کی زبان تو ٹھیک پڑھ لیتا ہوں تو بچے بھی لکھیں۔ جس حد تک توفیق ہے ملکوں کے سربراہوں کو لکھیں۔ دانشوروں کو لکھیں۔ مولویوں کو لکھیں۔ پنڈتوں کو لکھیں۔ پادریوں کو لکھیں اور کہیں کہ خدا کا خوف کرو۔ اگر اخلاق دنیا سے اُٹھ گئے تو مذہب کا رہے گا کیا؟ اگر انسانیت ہی قائم نہ ہوئی تو کیا حیوانوں سے خدا رشتے کرے گا۔ ان حیوانوں میں کیوں خدا نے نبی نہ بھیج دیئے جن سے بدتر تم ہوتے چلے جا رہے ہو اس لئے

انسان کو انسانیت کے آداب سکھاؤ۔

جماعت احمدیہ نے ایک عالمگیر تحریک پیش کی تھی جس کا ذکر میں نے گزشتہ خطاب میں بھی کیا تھا۔ یعنی پیشوایانِ مذاہب کے جلسوں کا انعقاد۔ یہ بہت مفید ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ اب انسانیت کے نام پر ہمیں جلسے کرنے چاہئیں۔ تحریکِ بہبودِ انسانیت کے نام پر تمام دنیا میں جلسے منعقد کرنے چاہئیں۔ اس میں صرف مذاہب کے نمائندے نہیں آئیں گے دہریے بھی آئیں گے۔ ہر قسم کے لوگ آئیں گے۔ ان کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ انسانیت ہے کیا؟ دنیا میں انسانیت کا شرف دوبارہ قائم کئے بغیر، انسانی قدروں کو بحال کئے بغیر ہم جو عالمی انصاف کی یا عالمی امن کی باتیں کرتے ہیں وہ صرف منہ کی باتیں ہیں ان میں کوئی بھی حقیقت نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں بڑے دلچسپ پروگرام بنائے جا سکتے ہیں۔ بڑے اچھے اچھے جلسے کئے جا سکتے ہیں اور ان جلسوں میں پسماندہ قوموں کی ترقی کے اوپر بھی بحث ہو سکتی ہے لیکن یہ دراصل بعد کی باتیں ہیں پہلے میں سمجھتا ہوں کہ صرف انسانی قدروں کی بات ہونی چاہیئے۔ انسانی قدروں کے حوالوں سے بعض دفعہ یہ بات بھی آئے گی کہ ہم ایک ملک میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایک اور ملک ہے جہاں فاقے کئے جا رہے ہیں۔ اگر انسانی قدریں زندہ ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ انسانی قدروں کی راہ میں قومی دیواریں حائل ہو گئی ہیں۔ کہیں مذہبی دیواریں حائل ہو جاتی ہیں۔ کہیں نظریاتی دیواریں حائل ہو جاتی ہیں۔ پس ان سب مصنوعی جھوٹی دیواروں کا ٹوٹنا ضروری ہے اور وہ اندرونی دباؤ سے ٹوٹنی چاہئیں بیرونی حملے سے نہیں۔ اندرونی دباؤ جو انسانیت کے زندہ ہونے سے دلوں سے پیدا ہو گا اور قوم کے اندر جب وہ مجموعی طور پر زیر و بم دکھائے گا۔ اس کے اندر اونچ نیچ ہوگی۔ جذبات میں بعض دفعہ کمی آتی ہے بعض دفعہ زیادتی ہوتی ہے تو میری مراد یہ ہے کہ جب انسانیت کے سانس چلنے لگیں گے۔ جب انسانیت کا دل دھڑکنے لگے گا جب انسانی جذبات میں تموّج پیدا ہونے لگے گا تو وہ اندرونی دباؤ ہے جو تعصب کی یہ دیواریں توڑے گا ورنہ تعصب کی دیواریں باہر سے نہیں توڑی جا سکتیں۔ یہ گہرا نفسیاتی نکتہ ہے۔ تعصب کی دیواروں کو جب باہر سے توڑنے کی کوشش کرو گے تو تعصب بڑھے گا۔ پس اندر سے سوچوں کو بدلنا پڑے گا۔ نظریات میں تبدیلی پیدا کرنی ہو گی۔ پس جماعت احمدیہ کے جتنے فکر رکھنے والے، جتنے دل رکھنے والے صاحب نظر لوگ ہیں ان سب سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں اور دراصل ہر احمدی عام گفت و شنید کے ذریعہ بھی اپنے اردگرد چھوٹے چھوٹے حسین جزیرے قائم کر سکتا ہے۔ ہر انسان کے اندر ایک بنیادی مادہ ہونا چاہیئے جو پھیلنے کی صلاحیت ہے اور بعض پیغامات ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ذات میں پھیلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ پیغام بھی ان پیغاموں میں سے ایک ہے۔ یہ ایک ایسا پیغام ہے جو فی الحقیقت انسانی دل کی آواز ہے۔ انسانی فطرت سے پھوٹا ہوا پیغام ہے۔ پس احمدی خواہ دانشور ہو یا غیر دانشور ہو۔ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو اگر وہ اپنے ماحول میں، ایک زندہ پیغام کی بات کرتا ہے تو اس کا پیغام اسی طرح سنا جائے گا جیسے کہا گیا ہے کہ ؎

دیکھنا تقریر کی لذت، کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

پس زندہ پیغام کی یہ نشانی ہوتی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج دنیا غیر انسانی ہوتے ہوئے بھی انسانیت کے لئے ترس رہی ہے۔ اس کی گہری فطرت کی یہ آواز ہے کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ پس جب احمدی یہ آواز بلند کرے گا تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ یہ آواز تو دل سے اُٹھے گی اور ضرور دل میں جا بیٹھے گی اور پھر وہاں نشوونما پائے گی اور پھولے گی۔ پھر اپنے دائیں بائیں دوسرے غیر انسانی لوگوں کو انسان بنانے کے لئے کوشاں ہو جائے گی۔ پس ایک تو انفرادی کے متعلق تھا یعنی۔

انسانیت کے موضوع پر جلسے

کرنے چاہئیں دوسرے میں سمجھتا ہوں کہ حکومتوں کو اس نقطہ نگاہ سے آپس میں معاہدے کرنے چاہئیں۔ خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں نفرتیں پائی جاتی ہیں یا بعض نفرتیں تاریخی طور پر لمبی گہری جڑیں ہمارے ماضی میں پھینکے ہوئے ہیں اور رچائے ہوئے ہیں اور حقیقت میں نفرت اسی وقت زیادہ خطرناک بنتی ہے جب اس کی جڑیں زیادہ دور تک ماضی میں دراز ہو چکی ہوں۔ مذہبی نفرتوں کا بھی یہی حال ہے قومی اور سیاسی نفرتوں کا بھی یہی حال ہے۔ نفرت کی وہ تاریخ پیچھا نہیں چھوڑتی۔ بعض بدبخت کھود کر وہ نکالتے ہیں اور پھر ماضی کی نفرتوں کو حال میں اور مستقبل میں تبدیل کرتے رہتے ہیں ان کا کام ہی یہی ہے۔ پس اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ حکومتوں کے درمیان سمجھوتے ہونے چاہئیں اور ایک ضابطۂ حیات طے ہونا چاہیئے۔ مثلاً پاکستان اور ہندوستان کے درمیان یہ جو ہندو مسلمان کی ایک تاریخی نفرت ہے اور بعض دفعہ یہ سکھ مسلمان نفرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ ہندو سکھ نفرت میں تبدیل ہو جاتی ہے بعض دفعہ اچھوت غیر اچھوت نفرت میں تبدیل ہو جاتی ہے یہ ساری وہ نفرتیں ہیں جن کی جڑیں ہندوستان کی تاریخ میں سینکڑوں سال تک گہری ہیں اور ان کے متعلق جب تک پاکستان اور ہندوستان اور بنگلہ دیش کی حکومتیں مل کر یہ فیصلہ نہ کریں کہ ہم اپنے اپنے ملک میں اس قسم کی نفرتوں کو نہیں پنپنے دیں گے اور اس ضمن میں بعض اصولی فیصلے کر کے اپنے اپنے ملک کے قوانین میں ان فیصلوں کو داخل نہ کریں نفرتوں کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ اگر ایسا کریں گے تو یہ سنجیدگی کے ساتھ ایک ایسا قدم ہوگا جس کے اچھے نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے ورنہ محض منہ کی باتیں ہیں۔

دوسرے انسان اور انسان کے درمیان نفرتوں کو کم کرنے کے لئے مذہبی لحاظ سے بھی ایسے ضابطۂ حیات کی ضرورت ہے جو دنیا کے سب ملکوں کو قابل قبول ہو خواہ وہ قبول کریں یا نہ کریں لیکن قابل قبول ضرور ہو یعنی کوئی عقلی دلیل اس کے خلاف نہ ہو مثلاً اگر یہ ضابطۂ اخلاق اسلامی جیسا کہ پاکستان میں آج کل رائج ہے اگر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تو کسی کے لئے قابل قبول نہیں ہے کہ ہمیں بحیثیت مسلمان ہونے کے باقی سب سے زائد حق حاصل ہیں۔ ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ تمہارے مذہب کو تبدیل کریں تمہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہمارے مذہب کو تبدیل کرو۔ اب یہ وہ ایسا پیغام ہے جس کے عالمی ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور غیر عالمی مقامی پیغام اسلام کی طرف منسوب کرنا ظلم ہے۔ اس کا جھوٹا ہونا اسی سے ثابت ہے کہ یہ جغرافیائی پیغام ہے جو محدود علاقوں کے لئے ہے۔ کتنے ملک ایسے ہیں اور کتنے طاقتور ہیں وہ ملک جن میں اسلام مذہب کے طور پر غالب ہے۔ دنیا کے ممالک کی بھاری اکثریت ایسی ہے جن میں یا تو اسلام کا ذکر ہی کوئی نہیں یا ہے تو بالکل معمولی حیثیت میں ہے اور ایسے بھی بہت سے ممالک ہیں جہاں اسلام موجود ہے حیثیت بھی ہے لیکن اکثریت کی طاقت حاصل نہیں ہے تو ایسا ضابطۂ حیات بعض اسلامی ملکوں میں اسلام کے نام پر اختیار کر لینا جس میں فی ذاتہٖ زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں، جس کو

کل عالم کا پیغام نہیں بنا سکتا۔ تو میں اور قوموں کی فطرتیں اس کو قبول نہیں کریں گی۔ ایسے پیغام کو اسلام کے نام پہ دنیا میں پھیلانے کی کوشش کرنا ایک قومی مذہبی خودکشی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ پس ایسا ضابطہ حیات طے کریں اور یہ بات طے کرنے کا شعور اور سلیقہ اسلامی ملکوں کو تب آئے گا جب غیر اسلامی ملکوں سے گفت و شنید کریں گے اور آپس میں صلح کی فضا امن کی خاطر ایسے سمجھوتے کرنے کی کوشش کریں گے جو دونوں ملکوں میں یکساں قابل عمل ہوں۔ جب آپ یہ بات کرتے ہیں تو انسانی قدر مشترک کی بات از خود آجاتی ہے۔ پس اس پہلو سے یہ انسانیت کو فروغ دینے کی کوششوں میں سے ایک اہم کوشش ہوگی۔ پس ضابطہ حیات طے کریں۔ مثلاً جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ عدل کی حکومت ہونی چاہئے اور جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہ صرف فرمایا بلکہ کر کے دکھایا۔ اگر عالم اسلام

مدینہ کا چارٹر

جو CHARTER OF MADEENA کے نام سے مشہور ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور یہودیوں اور وہاں کے بسنے والے مشرکین کے درمیان اور عیسائیوں کے درمیان ایک معاہدے کی شکل میں لکھا گیا۔ اس چارٹر کو اگر ساری دنیا کے لئے PEACE چارٹر کے طور پر پیش کیا جائے۔ صرف ایک فرق کے ساتھ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی لیڈر شپ کے الفاظ دنیا وہاں قبول نہیں کرے گی اور ویسے بھی وہ چارٹر اس حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی تک عمل رکھتا تھا لیکن اس پہلو کو چھوڑ کر وہ مدینہ کا چارٹر ساری دنیا کے لئے امن کا چارٹر بن سکتا ہے۔ بہت ہی گہرے عدل پر مبنی ہے اور اس چارٹر کے بعد کسی قوم کو کسی دوسری قوم پہ مذہبی ترجیح نہیں ہوگی۔ پس پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، ہر ان سب ملکوں میں یہ مسائل بڑے بھاری اور گہرے مسائل ہیں یعنی آپس میں مذہبی منافرتوں کے مسائل۔ ان کو یہ اختیار کرنا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ان سب ملکوں کا بھلا ہوگا لیکن پتہ نہیں کیوں یہ مذہبی جنون کی حوصلہ شکنی نہیں کر رہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سیاستدان ذمہ دار ہے۔ سیاستدان کی خود غرضی ہے جو ساری قوم پہ بلکہ ساری انسانیت پر یہ ظلم کر رہی ہے لیکن جب ملک آپس میں بیٹھیں گے تو ایک دوسرے کو تقویت دے رہے ہوں گے۔ پھر یہ اپنے اپنے ملک کے مذہبی جنونیوں سے کم ڈریں گے اور ایک بڑی سطح پر ایسے فیصلے کرنے کی زیادہ اہلیت رکھیں گے کہ مذہب میں اس بات کی اجازت ہوگی اس بات کی نہیں ہوگی۔ مثلاً چند باتیں ہیں جو مختصر وقت میں بھی میں آپ کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ اول یہ کہ مذہبی آزادی کو ان سب ملکوں کو تسلیم کرنا ہوگا اور مذہبی آزادی میں تبلیغ کرنے کے حق کو بھی تسلیم کرنا ہوگا۔ اگر یہ حق تسلیم کیا جاتا ہے تو ہر پاکستانی مسلمان کو یہ حق ہوگا کہ ہر ہندو کو تبلیغ کرے اور ہر ہندو کو ہندوستان میں اور پاکستان میں بھی یہ حق ہوگا کہ ایک مسلمان کو تبلیغ کرے۔ اس حق کے ساتھ جو بین الاقوامی حیثیت کا حق ہے کسی مذہب کو کسی دوسرے مذہب پر فوقیت نہیں دی جا سکتی بلکہ برابر کا حق ہے اور دراصل تبلیغ میں یہ برابری کا حق ہونا شامل ہے لیکن مولویوں کو اس بات کی عقل نہیں آتی کہ جب یہ تبلیغ کا حق صرف اپنے لئے محفوظ کراتے ہیں تو تبلیغ کہتے کس کو ہیں۔ کسی کو پیغام پہنچائیں گے کہ نہیں پہنچائیں گے۔ جب پہنچائیں گے تو کیا اس کو جواب کا حق نہیں دیں گے۔ اس کو کہیں گے کہ تمہارے دل میں خواہ کتنے خدشات ہوں۔ کتنے بھاری اعتراض ہوں منہ سے نہیں بولنا اور اگر کہیں گے کہ بولو تو پھر وہ بھی آپ کو تبلیغ کر رہا ہے تو تبلیغ تو یک طرفہ ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ نعرہ مولا انتہائی جاہل دماغوں کی پیداوار ہے کہ مسلمان دوسرے کو تبلیغ کر سکتا ہے غیر مسلم مسلمان کو تبلیغ نہیں کر سکتا۔ اختلاف رائے کو کھنگالنے کا نام ہی تو تبلیغ ہے اور عقل کو قائل کرنے اور دلوں کو قائل کرنے کے بعد کسی دوسرے مذہب میں داخل کرنے کا نام ہی کامیاب تبلیغ ہے۔ پس ہندو کو بھی حق ہے۔ سکھ کو بھی حق ہے۔ ہر اقلیت کو حق ہے اور

اس حق کے سوا کوئی عقل کا فیصلہ ہے ہی نہیں۔ اس کے متبادل کوئی اور تجویز نہیں ہے۔ جب یہ تسلیم کریں گے تو اس کے ساتھ ہی پھر وہ دوسرا سوال اٹھ کھڑا ہوگا کہ جب تبلیغ کریں گے تو منافرتیں پھیلیں گی۔ یہاں پہنچ کر جماعت احمدیہ قدم قدم پہ ان کی بڑی عمدہ راہنمائی کر سکتی ہے۔ اختلاف رائے کا اظہار کرنا ہرگز انسانی حقوق کے منافی نہیں ہے بلکہ انسانی حقوق میں داخل ہے۔ کسی مذہب کے عقائد کو تسلیم نہ کرنا ہرگز دل آزاری نہیں کہلا سکتا کیونکہ یہ ایک فطری بات ہے کہ میں وہی مانوں گا جو میں سمجھتا ہوں اور جو میں سمجھتا ہوں اگر میں وہ بیان کردوں تو یہ کسی کی دل آزاری نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ اب یہ سارے مولوی جو پاکستان میں یا باہر اسی مزاج کے بستے ہیں ان کو اچھی طرح علم ہے کہ کوئی عیسائی ایسا نہیں جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سچا سمجھتا ہو تو جب یہ بات کرتے ہیں کہ فلاں کے دل میں چونکہ یہ بات ہے اس لئے اس نے ہتک رسول کی ہے تو اس پیمانے پہ اگر جانچا جائے تو پاکستان میں سارے عیسائی واجب القتل ہو جاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہر ہندو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نعوذ باللہ من ذالک جھوٹا سمجھتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جھوٹا سمجھتا ہے ورنہ وہ ہندو رہ ہی نہ سکتا۔ تو اگر مولوی کے پیش کردہ نسخہ کو قبول کیا جائے تو ہر ہندو پاکستان میں بھی واجب القتل ہو جائے گا اور عیسائی ملکوں میں بھی واجب القتل ہو جائے گا۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ عقائد کے اختلاف کو جب آپ قانونی طور پر تسلیم کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مذہبی راہنما کو انسان عقیدۃً سچا نہ سمجھے تو یہ اس کی ہتک نہیں ہے اور کسی کے لئے دل آزاری کا اس میں کوئی سوال نہیں۔ اس کے لئے تبلیغ کی اجازت ہے، سمجھاؤ کہ وہ سچا ہے یہی اس کا علاج ہے لیکن اگر کسی بزرگ کے متعلق وہ ایسی بات کرتا ہے جو اپنے اظہار میں ناپسندیدہ اور مکروہ ہے جس میں گالی سے کام لیا گیا ہے۔ گستاخی سے کام لیا گیا ہے۔ مخالفت کی گئی ہے اور مخالفت عقیدہ سے کی نہیں بلکہ گند اچھال کر اپنے بغض کو ظاہر کیا گیا ہے تو ایسا شخص لائق تعزیر ہے قانون اگر بنایا جا سکتا ہے تو اس حد تک بنایا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر ضرورت کے اپنے کسی مخالف کے ایسے بزرگ کو جو اس کے نزدیک عزت رکھتا ہے خواہ کہنے والے کے نزدیک نہ رکھتا ہو ایسے لفظوں سے یاد کرے گا جو تہذیب سے گرے ہوئے اور بدتمیزی کے لفظ ہیں تو قطع نظر اس کے کہ اس کے دل میں کیا ہے ایسا شخص واجب التعزیر ٹھہرے گا اور یہ تعزیر مقرر کرتے وقت تمام دنیا کے مذہبوں کے سربراہوں کے لئے برابر حقوق تسلیم کرنے ہوں گے یہ پیغام دراصل قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ کہ مومن یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم خدا کے بھیجے ہوئے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے تو اس سے یہی مراد ہے کہ عزتوں کے فرق ضرور ہوں گے۔ مراتب کے فرق ضرور ہوں گے مگر انصاف کے ایک ہی قانون سے ان ساروں سے سلوک کیا جائے گا یا دوسرے لفظوں میں ان کی قوموں سے سلوک کیا جائے گا تو اسی قسم کے اور بہت سے ضوابط ہیں جو میرے ذہن میں ہیں۔ میں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں خواہ اس خطبہ کا موضوع کچھ اور ہو شروع میں اسی مضمون کو جاری رکھوں گا تاکہ اس بات کو پوری طرح سمجھا کر ختم کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسانی اقدار کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے یہ ساری کوششیں انتہائی ضروری ہیں اور احمدیوں کو جب تفصیل سے علم ہوگا کہ میرے ذہن میں امن عالم کے قیام کیلئے کیا کیا تجاویز ہیں۔ انسانی قدروں کو بحال کرنے کیلئے کیا معین باتیں میرے ذہن میں ہیں تو انشاء اللہ پھر وہ پہلے سے بہتر طور پر مسلح ہو کر اس جہاد میں حصہ لے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

اب میں ساری دنیا کی جماعتوں کو جو اس وقت مجھے دیکھ رہی ہیں یا سن رہی ہیں اور احباب جماعت مردوں، بچوں، عورتوں کو سب کو میں ایک دفعہ پھر محبت بھرا اسلام کہتا ہوں اور اجازت چاہتا ہوں۔ اب یہ ملاقاتیں انشاء اللہ تعالیٰ بار بار ہوتی رہیں گی اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ انشاء اللہ جلد وہ وقت بھی آجائیگا جب ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہونگے ایک ٹیلی ویژن یا دوسرے ملک میں تصویر کا ایک یہاں اور اس ملک کے باشندے ہمیں دیکھ رہے ہونگے اور ہم انکو دیکھ رہے ہوں گے تو یہ آمنے سامنے کی تمنائیں بھی اللہ ایک دن پوری کرے گا۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد طلوع ہو ☆

نوٹ: یہ خطبہ جمعہ مرتبہ میر احمد جاوید صاحب دفتر P.S. لندن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پہ شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور خدمتِ انسانیت

از مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت

عظیم خادم انسانیت، محسن انسانیت سید ولد آدم۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ سید القوم خادمھم کہ کسی قوم کا سردار وہی بنتا ہے جو اُس کا سب سے زیادہ خدمت گزار ہوتا ہے۔ آپ کی خدمات کا دامن تو عالمین پر محیط ہے۔ اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ اللعالمین کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ جس میں انسان تو انسان باقی ساری مخلوق بھی شامل ہے جب سے خدا تعالیٰ نے آپ سے دنیا میں یہ اعلان کروایا ہے کہ یاایھا النّاس انّی رسول اللہ الیکم جمیعاً کہ اے انسانو مجھے خدا تعالیٰ نے تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ انا بشرٌ مثلکم۔ میں تمہارے جیسا انسان ہوں یوحیٰ الیّ مگر مجھے وحی الٰہی کے ذریعہ مامور کیا گیا ہے۔ اور میرے وجود کو خدا تعالیٰ نے کل انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ اور میرے فیضان کا دامن روزِ آخرت تک ممتد کیا گیا ہے۔ تب سے خدا تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے ہر دور میں آپ کے بروز ظاہر فرمائے جو آپ کی نیابت میں اپنے دور کے ممتاز خادم انسانیت تھے۔ آپ کی بعثت کے بعد سے یہ تسلسل جاری و ساری ہے۔ حتّٰی کہ یہ زمانہ اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح ثابت کرنے والا زمانہ ہے۔ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کی رُو سے یہ زمانہ آپ کی بعثت ثانیہ کا زمانہ ہے جس میں آپ کا بروز کامل جو آپ ہی کا عظیم روحانی فرزند ہے۔ امام مہدی کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب، قادیانی مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام جنہوں نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اعلان فرمایا کہ "وَاٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم" کی قرآنی پیشگوئی کے آپ ہی مصداق ہیں گویا اس زمانہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے احیائے دین کے لئے مبعوث فرمایا ہے آپ نے اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے ساری دنیا کو نشان نمائی میں مقابلہ کی دعوت دی اور پھر اتمام حجت کے طور پر یکطرفہ نشان دکھانے کے لئے بارگاہ ربّ العزت میں دعائیں کیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو حسن و احسان میں نظیر عطا فرمانے کا وعدہ دیا۔ جو وقت مقررہ پر حضرت مصلح موعودؓ کے تولد سے پورا ہوا۔ اس تمہید کے بیان کرنے کا یہی مقصد ہے کہ وہ مقام جو اللہ تعالیٰ نے خدمت انسانیت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگایا تھا اُسی کی ایک کڑی آپ کی نیابت میں حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام کا وجود ہے۔ اور آپ کے بعد آپ کے نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے یہی کام حضرت مصلح موعودؓ کے سپرد ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو بشارت دی تھی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا"۔ اور حضرت مصلح موعودؓ کے تعلق سے فرمایا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ بہتوں کو مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بیماریوں سے صاف کرے گا۔ اسی طرح انسانیت کی خدمت کے لئے جو شرط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں تحریر فرمائی تھی کہ "عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔" خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کا خلیفہ ثانی بنا کر آپ کو خدمت انسانیت کے اس بڑے مقام پر فائز فرمایا جیسا کہ آپ کی پیدائش سے قبل ہی خدا تعالیٰ نے آپ کے بارہ میں بشارتیں دی تھیں۔ (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) چنانچہ خدا تعالیٰ نے بچپن سے ہی آپ کے اندر ساری دنیا میں صداقت کو پھیلانے کی تڑپ بھی رکھی ہوئی تھی اس بارہ میں آپ اپنی تقریر "منصب خلافت" میں فرماتے ہیں۔

"میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔" غرض میں تمام زبانوں اور تمام قوموں میں تبلیغ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ میرا کام ہے کہ تبلیغ کروں" (منصب خلافت) اس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان کی سب سے بڑی خدمت کا یہ پاکیزہ جذبہ جسے ہم تبلیغ کہتے ہیں۔ یہ ارشاد خداوندی بلّغ ما انزل الیک کی تعمیل کا نام ہے جو گویا قرآن مجید کے الفاظ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی بنی نوع میں نیکی پھیلا کر انہیں فائدہ پہنچانے اور انہیں برائیوں سے بچنے کی تلقین کر کے نقصان سے محفوظ کرنے کی خدمت کا نام ہے اور یہ خدمت انسانی۔ اُس کی جسمانی خدمت کے مقابلہ میں اُس کی روح سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کے فوائد جسم اور روح دونوں کو پہنچتے ہیں۔ جو محض جسمانی خدمت سے بدرجہا افضل ہے۔ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں یہ خدمت ہندوستان کے چپے چپے پر خود اور اپنی جماعت کے ذریعہ بڑی پامردی اور اولوالعزمی کے ساتھ انجام دی۔ اور ہندوستان کے ساتھ ساتھ شروع خلافت سے ہی دنیا کے مختلف ممالک میں اپنے شاگردوں یعنی مبلغین کو بھجوا کر اسے انجام دیا۔ غرض خدا تعالیٰ نے ۴۰ کے قریب دنیا کے مختلف کناروں تک آباد ممالک میں آپ کو اس عظیم الشان۔ بنی نوع انسان کی خدمت بجالانے کا موقعہ عطا فرمایا۔ آپ کے خدام نے بے مثال قربانیاں کر کے اس بے لوث خدمت کو سرانجام دیا۔ یہ کام دنیا کے کاموں میں سب سے مشکل کام ہے اسی خدمت کا دوسرا نام دلوں کو فتح کرنا ہے۔ کسی وحشی خصلت وجود کو انسان بنانا پھر مہذب بنانا اور پھر بااخلاق و باخدا انسان بنانا ایسا ہی ہے جیسے کسی کو فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچا دیا جائے۔ یہی وہ کام اور خدمت ہے جو انبیاء کی جماعتوں سے ہی خاص ہے اُن کے برعکس دوسری تنظیمیں خواہ وہ کیسے ہی وسائل رکھتی ہوں۔ انجام نہیں دے سکتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار

آپ کی یہ خدمت آپ کے بارہ میں پیشگوئیوں کے مطابق لفظاً و معناً ظہور میں آئی۔ قوموں نے اس خدمت انسانی سے فیضیاب ہو کر برکت پائی یہ دائرہ خدمت انسانی آپ کے شاگردوں کے ذریعہ ۳۰ سال تک انشاءاللہ تعالیٰ اپنے کمال کو پہنچے گا۔ اور آپ کی یہ بے مثال خدمت انسانی اپنی عظمت شان کے باعث چار دانگ عالم میں شہرت کا باعث ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ۔ اسی خدمت روحانی کی طرح آپ کو اپنے دور خلافت میں بنی نوع انسان کی خدمت جسمانی کی بھی توفیق ملی۔

پیشوایان مذاہب کے احترام کی تعلیم اور خدمت بنی نوع انسان۔

اسلام اپنی عالمگیر انسانی فلاح و بہبود کی تعلیم کے اعتبار سے وہ واحد مذہب ہے جو واحدانیت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انسانوں کو مختلف زمانوں میں سیدھا راستہ دکھانے والوں کے نام اور کاموں کو زندہ اور قائم رکھنے کی خدمت کو اپنا فرضِ منصبی قرار دیتا ہے۔ اس خصوص میں اس کی تعلیم یہ ہے کہ تمام قوموں میں مختلف زمانوں میں ظاہر ہونے والے سب پیغمبروں کی یکساں تعظیم کی جائے۔ کیونکہ وہ سب کے سب خدا تعالیٰ کے فرستادہ تھے جو مقصد واحد و مشترک لے کر دنیا میں آئے تھے۔ جس کے معنے ہیں کہ ہر قوم کے پیشواؤں یعنی روحانی باپوں کی عزت کے ساتھ اُن مذاہب کے ماننے والوں

سے بھی عزّت واحترام کا سلوک کیا جائے تا انسانی رشتہ محبت ترقی پذیر ہو اور آپس میں پیار و محبت۔ صلح و آشتی کا دور دورہ ہو اور باہمی اتفاق و اتحاد جو انسانی معاشرہ میں سب سے قیمتی جوہر ہے جس کے بغیر دُنیا کی مہمات میں انسان کسی طور سے کامیاب نہیں ہو سکتا اُسے حاصل کر کے دنیا سے نفرت و فساد مٹایا جائے اور اس کی جگہ باہمی محبّت و پیار اتفاق و اتحاد کو فروغ دے کر دنیا میں حقیقی امن و چین قائم کیا جائے اس عظیم خدمت کا اہتمام حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دورِ خلافت میں شروع تا آخر مسلسل جاری رکھا اور ہندوستان جیسے ملک میں جو دنیا میں مختلف مذاہب کی سب سے بڑی مارکٹ ہے اس کام کو کس رنگ میں سرانجام دیا اور اسی طرح دوسرے ممالک میں جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ کو اس خدمت کو بجا لانے کا موقعہ ملا ہے۔ نسلِ انسانی کے تاریک خیالات کو روشنی سے تبدیل کر کے یہ خدمت سرانجام دی اور وہ لوگ جو پہلے اپنے مذاہب کے پیغمبروں کے سوا دوسرے مذاہب کے پیغمبروں کا عزّت و تکریم سے نام لینا بھی برداشت نہیں کرتے تھے انہوں نے جماعت احمدیہ کی پیہم تبلیغی کوششوں اور خدمات سے روشنی حاصل کی اور تمام پیشوایانِ مذاہب کے متعلق سے اپنا رویہ تبدیل کیا ہے بلکہ بہتوں نے ان کی خوبیوں کا برملا اعتراف کیا ہے اور سعید روحوں نے تو سچائی کو دیوانہ وار قبول کرنے کی سعادت حاصل کی ہے

خدمت خلق کا اسلامی مطمح نظر

حضرت مصلح موعودؓ نے سیلاب زدگان کی امداد کرنے والے احمدی احباب کو اپنے خطاب یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء میں نصیحت فرمائی کہ "مومن کی ہمدردی کا دامن تمام بنی نوع انسان پر وسیع ہوتا ہے اور وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مدّنظر رکھتا ہے نہ کہ بندوں کی قدرشناسی کو۔۔۔۔۔ کئی احمدی اس بات سے چڑ جاتے ہیں کہ جن لوگوں کی ہم مدد کرتے ہیں وہی کچھ عرصہ کے بعد ہم سے دشمنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن یہی چیز تو مزہ دیتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ لوگ جن کی خدمت کی جائے۔ مخالفت کرنے لگ جائیں تو ہمارا دل اس بات پر خوش ہوگا کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے انسان کی خاطر نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ ابھی اس طوفان میں ایک واقعہ پیش آیا ہے ایک بس سروس کمپنی کے متعلق ہمیشہ یہ شکایت آتی ہے کہ وہ اپنی لاریاں ربوہ میں نہیں ٹھہراتی۔ بلکہ ان کی لاریاں یا تو احمد نگر کے قریب ٹھہرتی ہیں یا چنیوٹ کے پاس جاکر ٹھہرتی ہیں۔ تا ربوہ سے احمدی سوار نہ ہوں۔ جب طوفان آیا اور سڑک پانی کے نیچے آگئی تو مسافروں کی امداد کرنے کے لئے ربوہ کے خدام سڑک پر گئے۔ اس بس سروس کمپنی کی ایک لاری پانی میں پھنس گئی۔ جب خدام مدد کے لئے گئے تو ڈرائیور نے کہا۔ تم لاری کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں چنانچہ ڈرائیور اور مسافر کافی وقت تک زور لگاتے رہے۔ لیکن لاری نہ نکلی۔ بعد میں وہ مجبور ہو کر خدام کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ لاری نکالنے میں ہماری مدد کی جائے۔ چنانچہ کچھ خدام گئے اور انہوں نے نہایت محنت سے اس لاری کو باہر نکال دیا۔ ڈرائیور نے شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے ہماری خاطر بہت تکلیف برداشت کی ہے۔۔۔۔ اب فرض کرو کچھ عرصہ کے بعد لوگ جماعت کے احسان کو بھول جاتے ہیں تب بھی تم اُن سے حسنِ سلوک کرو۔ کیونکہ تم نے جو کچھ کرنا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ تمہارے کام کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہی اُس کا اجر دے گا۔ اگر کوئی شخص کسی پر احسان کرتا ہے اور دوسرا شخص اُس احسان کو بھول جاتا ہے یا اُس کے احسان کی قدر نہیں کرتا تو یہ اُس کا قصور ہے تمہارا فائدہ اسی میں ہے کہ تم احسان کرتے چلے جاؤ اور ہمارا خدا ایسا ہے کہ اُس نے نیکی کرنے والے کے لئے تو اتنے رستے کھولے ہیں کہ ان کی کوئی حد ہی نہیں۔ اس لئے ایسے فعل پر کسی مسلمان کے دل میں انقباض پیدا ہونا یا نفرت اور حقارت کا جذبہ پیدا ہونا اور دل میں گرہ پڑنا ناجائز ہے اگر کوئی تمہیں گالی دیتا ہے تو تمہیں چڑنے کی ضرورت نہیں اُس کی گالی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کو گالی دیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اُسے دعائیں دیتے ہیں اب دیکھو اُس شخص کی گالیوں نے کیا بنانا ہے۔ اگر کچھ بنانا ہے۔ تو فرشتوں کی دعاؤں نے بنانا ہے۔ میری اپنی یہ حالت ہے کہ مجھے کوئی کتنی گالیاں دے مجھے اس بات کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان الفاظ سے میرا کیا بگڑتا ہے"

آفتوں اور مصیبتوں میں بنی نوع انسان کی خدمت :-

جب بھی برصغیر میں آسمانی آفتوں کے ذریعہ کسی طبقہ انسانیت کو نقصان پہنچا اور ان پر مصیبت آئی یا ہندو مسلم فسادات میں نقصان رسیدہ لوگوں کا جانی مالی نقصان ہوا۔ یا نوع انسان کی خدمت کے مواقع پیدا ہوئے تو حضرت مصلح موعودؓ فوری ہدایات دے کر کوشش فرماتے کہ بلا لحاظ مذہب وملت انسانیت کی بے لوث خدمت کی جائے۔ چنانچہ نواکھالی کے فسادات میں نقصان اٹھانے والے مظلوم ہندوؤں اور مسلمانوں کو بلا تفریق آپ نے امداد بھجوائی اسی طرح جب بھی وباؤں کے پھیل جانے سے تباہی آتی رہی ہے۔ متاثرہ لوگوں کی خواہ وہ کسی قوم۔ مذہب وملّت۔ رنگ ونسل سے تعلق رکھتے ہوں۔ آپ کی طرف سے ہر وقت انسانیت کی خدمت بجا لانے کے لئے۔ جماعت احمدیہ آپ کے اشاروں پر حرکت میں آتی رہی ہے۔ اگست ۱۹۵۴ء کے شروع میں مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) ایک تباہ کن سیلاب کی زد میں آگیا۔ یہ سیلاب ایسا خوفناک تھا کہ ڈھاکہ پریس نے اسے طوفان نوح قرار دیا (یا سیاں یکم ستمبر ۵۴) حضرت مصلح موعودؓ نے سیلاب زدہ انسانوں کی مدد کے لئے کھانا۔ کپڑوں اور نقدی وغیرہ کا انتظام فرمایا۔ بنگلہ پریس نے اپنی ۱۲ ستمبر ۵۴ کی اشاعت میں اپنے روزنامہ سنگباد میں اس کا حسب ذیل انداز میں ذکر کیا ہے

"امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (رضی اللہ) نے مشرقی پاکستان کے سیلاب زدہ بھائیوں کی مدد کے سلسلہ میں ہر احمدی سے کھانا کپڑا اور نقدی دینے کی اپیل کی ہے۔ آپ نے اپنی طرف سے بھی انجمن احمدیہ مشرقی پاکستان کی معرفت دو ہزار روپیہ ارسال فرمایا ہے اور مزید روپیہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ نیز آپ نے مشرقی پاکستان کے لئے ایک سیلاب کمیٹی بنائی ہے۔ ڈھاکہ نارائن گنج اور تیج گاؤں کے علاقہ کے دیہات میں انجمن احمدیہ کے والنٹیئرز گھوم گھوم کر امدادی کام سرانجام دے رہے ہیں۔ چاول۔ دودھ۔ دال۔ دوائیاں ان کے ساتھ ہوتی ہیں جنہیں وہ تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے سیلاب زدگان میں نقدی بھی تقسیم کی ہے۔ نارائن گنج کے علاقہ میں پندرہ والنٹیئرز تین ریلیف کیمپوں میں کام کر رہے ہیں۔ سجل پاڑہ اور بنگلہ بیس اچھوت اقوام کے سیلاب زدگان کو انہوں نے کھانے کی اشیاء اور دوائیاں بھی پہنچائی ہیں۔ آٹھ نوجوانوں کی ایک پارٹی نرسندی کے علاقہ میں دوائیاں اور ٹیکے وغیرہ دینے کے لئے دورہ کر رہی ہے۔ تیج گاؤں کے والنٹیئرز روٹری کلب والوں کے ساتھ مل کر ریلیف کا کام کر رہے ہیں۔" (ترجمہ)

بنگلہ کے مشہور اخبار ملت ڈھاکہ نے ۲۸ ستمبر ۵۴ کی اشاعت میں بنگلہ اور نرسندی میں جماعت احمدیہ کے امدادی کام کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے

" گذشتہ ۲۵ ستمبر کو جماعت احمدیہ کے ریلیف ورکرز کا ایک وفد نارائن گنج کے علاقہ بنگلہ میں سیلاب زدوں کی امداد کے لئے گیا۔ وفد نے وہاں چاول۔ دودھ اور ادویات تقسیم کیں۔ جماعت احمدیہ کے ریلیف ورکرز نے وہاں تقریباً ۲۰۰ ہزار افراد کو ٹیکے لگائے اور ضروری ادویہ تقسیم کی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ وفد نرسندی بازار کی صفائی کا کام بھی عوام کے ساتھ مل کر کر رہا ہے۔"

۱۹۴۷ء میں ملک کی پارٹیشن کے وقت انسانیت کی بے لوث خدمت :-

اس خصوص میں حضرت مصلح موعودؓ

کے ایک جمعہ کے خطبہ کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے جس میں تقسیم ملک کے وقت مرکز احمدیت (قادیان) میں مصیبت زدہ انسانوں کی بھاری تعداد میں ایسی خدمت کا ذکر ہے جس کی پورے ہندوستان میں کوئی مثال نہیں فرماتے ہیں۔

"ہماری جماعت کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے بتیس دانتوں میں زبان ہوتی ہے۔ بظاہر اس کی کوئی دنیوی وجہ نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ ہماری جماعت کے لوگ دوسروں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ ان سے نیک معاملہ کرتے ہیں۔ ان سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں اور ان سے اچھے تعلقات قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ان کے بہی خواہ ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی مخالفت ہوتی ہے۔ آج ہی میں قادیان کی ایک رپورٹ پڑھ رہا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ ہم ایک باغیچہ میں گئے۔ وہاں کچھ مہاجر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے اور کچھ مقامی لوگ بھی وہاں بیٹھے تھے۔ شروع شروع میں جب پاکستان سے ہندو سکھ مہاجر وہاں گئے تو چونکہ وہ بہت چڑے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے سلوک سے تنگ تھے اس لئے وہ پاکستان میں مسلمانوں کی تعریف کسی مسلمان سے نہیں سن سکتے تھے۔ اور اگر کوئی تعریف کرتا تو اس سے لڑ پڑتے اور کہتے تو بڑا غدار ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ قادیان والوں کے حسن سلوک کی وجہ سے لوگوں میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اب ان مہاجرین میں سے ایک حصہ ایسا ہے جو کبھی کبھی جماعت کی تعریف کر دیتا ہے بہر حال اس رپورٹ میں ذکر تھا کہ وہاں جو مہاجر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض نے تعریف کی اور کہا احمدی بڑے اچھے ہیں اور یہ اپنے معاملات میں دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہیں۔ ان کا اتنا کہنا تھا کہ ایک مقامی سکھ جو اپنے دل میں جوش دبائے بیٹھا تھا۔ کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے دس بارہ منٹ تک تقریر کی اور کہا کہ ان لوگوں کے ہم سے ایسے اچھے تعلقات تھے کہ جب سے یہ گئے ہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ قادیان اور اس کے گرد و نواح کی رونق ہی چلی گئی ہے۔ ان لوگوں کے پاس طاقت تھی اور یہ اگر چاہتے تو ہمیں تباہ کر سکتے تھے۔ مگر اپنی طاقت کے باوجود ان لوگوں نے ہماری حفاظت کی اور ہمیں کسی قسم کا نقصان پہنچنے نہیں دیا چنانچہ واقعہ یہی ہے کہ گو بعد میں ہندوستانی حکومت غالب آگئی مگر سوال تو یہ ہے کہ اس وقت تک کون سمجھتا تھا کہ گورداسپور کا ضلع ادھر چلا جائے گا۔ اس وقت ہمارے بھی وہی جذبات ہوتے جو ہندوؤں اور سکھوں کے تھے تو دس دس میل کے حلقہ میں ایک ہندو اور سکھ نہ بچتا مگر ہم نے ان کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی اس طرح حفاظت کی ...... جس طرح ہم اپنے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے تھے اور نہ ہم نے زبان سے انہیں کوئی لفظ کہا نہ ان کی دل شکنی کی اور نہ نگاہ غلط انداز سے کام لیا۔ لیکن اگر ہمیں کسی احمدی کے متعلق ذرا بھی شکایت پہنچتی تو ہم سختی سے اس کے پیچھے پڑ جاتے۔ دوسری طرف جو لوگ ارد گرد کے مقامات سے بھاگ کر قادیان میں آئے۔ ہم نے ان کی اتنی خاطر تواضع کی کہ سارے ہندوستان میں اس کی مثال نہیں مل سکتی ہم نے اپنے آدمیوں کو بھوکا رکھا اور ان کو کھانا کھلایا اور ایک دن تو ایسا آیا کہ ہم نے ساٹھ ہزار آدمیوں کو کھانا دیا۔ حالانکہ قادیان کی کل سولہ ہزار کی آبادی تھی۔ جس میں سے تیرہ ہزار احمدی تھے۔ مگر وہی لوگ جب یہاں پہنچے تو کچھ مدت تک تو احمدیوں کی تعریفیں کرتے رہے مگر اب وہی لوگ احمدیوں کو کشتنی اور گردن زدنی قرار دے رہے ہیں اور وہ سارے احسان اور سلوک جو ہم نے ان سے کئے تھے۔ ان کو بھلا بیٹھے ہیں"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت مصلح موعودؓ ۲۷ اگست ۵۳ء)

خدمت انسانیت کے لئے امتیازی نوعیت کی ذیلی تنظیم کا قیام۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کے مناسب حال ذیلی تنظیم "خدام الاحمدیہ" کے قیام کے بارہ میں جو وجہ تسمیہ بیان فرمائی ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ آپ کے جذبۂ خدمت انسانیت کا آئینہ دار ہے۔ ذیل کی سطور میں حضور کی یہ وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

"تمہارا نام خدام الاحمدیہ ہے خدام الاحمدیہ کے یہ معنے نہیں کہ تم احمدیت کے خادم ہو۔ خدام الاحمدیہ کے معنے ہیں تم احمدی خادم ہو...... سو اپنے اس مقام کو ہمیشہ یاد رکھو اور ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہو کہ تمہارے ذریعہ سے دنیا کا ہر غریب اور امیر فائدہ اٹھائے۔ نہ امیر سمجھے کہ تم اس کے دشمن ہو نہ غریب سمجھے کہ تم اس کے دشمن ہو۔ کیونکہ اللہ کے غریب بھی بندے ہیں اور امیر بھی بندے ہیں ہزاروں باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں امیر بھی خدمت کے محتاج ہوتے ہیں۔ تم دونوں کی خدمت کرو۔ کیونکہ احمدیت غریب اور امیر میں کوئی فرق نہیں کرتی بالشویک غریبوں کی خدمت کرتے ہیں اور کیپٹلسٹ امیروں کی خدمت کرتے ہیں۔ تم خدام الاحمدیہ ہو تمہارا کام یہ ہے کہ امیر مصیبت میں ہو تو اس کی خدمت کرو۔ غریب مصیبت میں ہو تو اس کی خدمت کرو۔ یہاں تک کہ ہر فرد بشر یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کی نجات کا ذریعہ بنا دیا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر قسم کی قومی ترقیات تم حاصل کرو گے اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں تم پر نازل ہوں گی۔ اور یاد رکھو کہ جہاں جہاں جاؤ۔ خدام کی تعداد بڑھانے کی کوشش کرو۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ تمام احمدیوں کا چالیس فیصدی خدام ہونے چاہئیں۔ سو اپنی جماعت کو جمعہ کے دن اور عید کے دن دیکھو کہ کتنی تھی اور پھر دیکھو کہ کیا اس کا چالیس فی صدی خدام ہیں۔ اگر نہیں ہیں۔ تو ہر ایک کے پاس جاؤ اور اس کو تحریک کرو کہ وہ بھی خدام میں شامل ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ تم کو سچے طور پر خدام الاحمدیہ بننے کی توفیق دے۔ کیونکہ ملک کو خدام کی ضرورت ہے جیسے میں نے بتایا ہے۔ خدام الاحمدیہ جب ہم نے نام رکھا تھا تو اس کے یہ معنے نہیں تھے کہ تم احمدیوں کے خادم ہو اگر تم یہ معنے کرو گے تو بڑی غلطی کرو گے۔ اور ہم پر ظلم کرو گے۔ خدام الاحمدیہ سے مراد تھا احمدیوں میں سے خدمت کرنے والا گروہ تم خادم تو دنیا کے ہر انسان کے ہو لیکن ہو احمدیوں میں سے خادم۔ اس لئے اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم احمدیوں کی خدمت کرو۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ احمدی سٹینڈرڈ کے مطابق خدمت کرو۔ چنانچہ دیکھو لاہور میں طوفان آیا۔ مکان گرے تو اس موقعہ پر جو احمدی معمار ہم نے بھیجے ان کے متعلق پولیس نے اور محلے والوں نے اقرار کیا کہ یہ آدمی نہیں یہ تو جن ہیں یہ تو منٹوں میں مکان تعمیر کر دیتے ہیں تو یہ احمدی سٹینڈرڈ تھا۔ سو اپنا احمدی سٹینڈرڈ قائم کرو اور اسے بڑھاتے جاؤ۔ دیکھو آج تم خدمت کرتے ہو۔ کل دوسروں کو بھی تحریک ہوگی۔ لیکن اگر احمدی سٹینڈرڈ کے مطابق تم خدمت کرنے والے ہو گے۔ تو دوسرے تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ ہزار ہوں گے اور تم پچاس ہو گے۔ لیکن تم پچاس ان سے زیادہ کام کر جاؤ گے۔ کیونکہ تمہارا سٹینڈرڈ احمدی سٹینڈرڈ ہوگا۔ اور ان کا سٹینڈرڈ اول تو احمدی سٹینڈرڈ نہیں ہوگا۔ دوسرے وہ فرق کریں گے کہ یہ ہمارا دشمن ہے اور یہ ہمارا دوست ہے تم نے کہنا ہے کہ ہم نے تو خدمت کرنی ہے چاہے مخالف ہو یا دوست۔ اسی طرح آپ ہی آپ تمہارا کام دوسروں سے بلند ہوتا چلا جائیگا اور تم ملک کے لئے ایک ضروری وجود بن جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے تم پر فضل نازل ہوں گے۔"

انسانیت زندہ باد:-

"دیکھو میں نے کہا تھا کہ توکل کرو۔ سو توکل کے معنے ہیں احمدیت کا صحیح مقام۔ اس کے لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ کہو احمدیت زندہ باد" اور میں نے کہا تھا کہ خدمت احمدیت کے سٹینڈرڈ پر کرو جس کے معنے یہ ہیں کہ انسانیت کو زندہ رکھنے کی کوشش کرو۔ سو اس کے مطابق میں کہتا ہوں کہ تمہارا نعرہ یہ ہونا چاہیئے "انسانیت زندہ باد" اللہ تعالیٰ تم کو وہ (باقی ص ۱۵ پر)

شانِ مصلح موعودؓ

تحریر مکرم سید رشید احمد صاحب سونگڑوی صدر جماعت احمدیہ جمشید پور

جب کسی کی شان یا عظمت کی بات ہوتی ہے تو نقطہ ہائے نگاہ کے فرق سے الگ الگ تصورات ہو سکتے ہیں مگر ہمارے نزدیک کسی کی شان (حقیقی شان) وہ ہو گی جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور اسی کے اذن سے اس کے انبیاءؑ اور اولیاءؒ کی تصدیق سے ہو۔ چنانچہ جہاں تک "مصلح موعودؓ" کا تعلق ہے ایک دنیا اس بات کو تسلیم کر چکی ہے کہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ امام جماعت احمدیہ (۱۸۸۹ء تا ۱۹۶۵ء) یہی وہ موعود فرزند ہیں جن کی نسبت طالمود کے حدیث میں پیشگوئی موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی (یتزوج و یولد له) ہے اور اولیاء اللہ میں سے مثلاً حضرت نعمت اللہ ولیؒ کی بھی پیشگوئی ہے (پسرش یادگار می بینم) موجود ہے۔ پھر حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مفصل بشارت دی کہ

"بشارت ہو کہ ...... ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہو گا وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

چنانچہ طالمود سے لے کر سیدالرسل مصلح موعودؓ تک جتنی بشارتیں تھیں اُن کی شان بھی موعود ہیں چنانچہ حضرت اقدس مسیحؑ نے فرمایا:-

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یُبَشِّرُ الْاَنْبِیَاءَ وَالْاَوْلِیَاءَ بِذُرِّیَّةٍ اِلَّا اِذَا قَدَّرَ تَوْلِیْدَ الصَّالِحِیْنَ"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۹)

کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کو کسی بچے کے پیدا ہونے کی بشارت نہیں دیتا جب تک وہ یہ نہ مقدر فرمائے کہ بچہ جو پیدا ہو گا وہ صالح ہو گا۔ نیز مصلح موعود کی یہی وہ شان مکرمت ہے جس کی نسبت حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:-

"فَفِیْ هٰذَا اِشَارَةٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰهَ یُعْطِیْهِ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِهُ اَبَاهُ وَلَا یَاْبَاهُ وَیَکُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ الْمُکْرَمِیْنَ"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۸ حاشیہ)

یعنی اس حدیث میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح موعودؑ کو ایک فرزند صالح عطا فرمائے گا ......

اور یہ فرزند صالح اپنے باپ مسیح موعود سے صورت اور سیرۃ مشابہ ہو گا اور اس کا منکر نہیں ہو گا بلکہ خدا سے عزت یافتہ بندوں میں سے ہو گا۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے بے انتہا جلوے ہیں اسی طرح وہ جیسے صاحب مکرمت قرار دئے اُن کی تفصیلات کا شمار کرنا بھلا کیسے ممکن ہو۔ البتہ صرف ایک گوشہ کا محدود انداز میں ذکر کرنا ہی مناسب ہو گا۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے پچیس سال کی عمر تک ایک مطیع کی حیثیت سے اپنے خدا داد جوہر دکھائے مگر عمر کے باقی حصے (۱۹۱۴ء تا ۱۹۶۵ء) ایک واجب الاطاعت امام کی حیثیت سے اور اپنے مد مقابل کے کئی حاسدین کے سامنے گذارے میری مراد فی الوقت صرف غیر مبائعین (یعنی لاہوری فریق) کے اس گروہ سے ہے جو پہلے تو کھل کر مخالفت نہیں کر سکتے تھے۔ مگر پھر کھل کر مخالفت پر اتر آئے بہرحال دورِ خلافت کے آغاز میں حضرت مصلح موعودؓ کے سامنے آپ کے حاسدوں کا ایک گروہ تھا۔

دوسری طرف آپ کے متبعین کا گروہ بھی تھا۔ اور آپؓ نے ان حاسدوں کے لئے کمال چشم پوشی کا سلوک فرمایا۔ مگر ان کے مقابل متبعین کے لئے شانِ مسیحائی کا اظہار فرمایا۔

"کیا تم میں اور اُن میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا۔ تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا۔ تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر اُن کے لئے نہیں۔ تمہارا اُسے فکر ہے۔ درد ہے۔ اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ لیکن اُن کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔"

(برکات خلافت ص ۵ طبع اوّل)

بہرحال شانِ مصلح موعود کی جلوہ نمائی کے بعد خدا تعالیٰ نے حسب وعدہ "بعض چھوٹوں کو بڑا بنا دیا اور بعض بڑے کہلانے والوں کو چھوٹا بنا دیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۷ طبع اوّل)

اور کثرت کا دعویٰ اور زعم کرنے والوں کو قلیل کر کے دکھا دیا اور نفوس اور اموال میں ایسی برکت دیکہ اسے دیکھ دیکھ کر حاسدین نے جتنے پینترے بدلے جتنے حیلے کئے سب ہی اُن ہی پر اُلٹے اثر دکھاتے رہے ؎

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

کا مصداق ہو گئے۔ انہوں نے خدا کے ایک خلیفہ کے جواب میں تین خلیفے گھڑ لئے۔ خواجہ کمال الدین صاحب، میر حامد شاہ صاحب اور غلام حسن خان صاحب پشاوری۔ لاہوری انجمن کے کارخانے سے بنے ہوئے خلیفۃ المسیح کہلائے۔ مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر نے یوں کیا کہ انجمن کے سانچے کا ایک خلیفہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے نہ صرف عملی طور پر لاہور انجمن سے اپنا ناطہ توڑ لیا بلکہ حلفیہ دعوے کے شرط پر مصلح موعودؓ کو تسلیم کرنے کا وعدہ بھی کر لیا اور باقی دو خلفاء (میر حامد شاہ صاحب، غلام حسن خان صاحب) نے خود آ کر خدا کے خلیفہ (مصلح موعود) کے ہاتھ میں بیعت کر کے نیک گئے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں کی اکثریت کے مقابلہ میں پہلے شکست ہوئی، افراد جماعت کی کثرت کے مقابلہ میں بھی شکست ہوئی، انگریزی دانوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی، بیرونی ممالک تبلیغی مشن قائم کرنے کے مقابلہ میں پیچھے رہے تفسیر القرآن اور ترجمۃ القرآن کی خدمت کے مقابلہ میں ہارے۔ الغرض شان مصلح موعودؓ کے مقابل پر ہر میدان میں ہارتے ہی رہے تو اپنی شکست اور مصلح موعودؓ کی فتح یابی کا اقرار اگر کیا تو اس طعنہ یا دل بہلاوے کے ساتھ کہ بنا بنایا مرکز "قادیان" پر قبضہ ہونا ہی وجہ کامیابی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کا بھی جواب اُس وقت اپنی تقدیر سے دے دیا جب قادیان سے ہجرت کر کے ایک وادی غیر ذی زرع "ربوہ" کو از سر نو مرکز توحید بنانا پڑا۔ گویا ہر میدان میں اللہ تعالیٰ نے ان کو چھوٹا ہی ثابت کر دکھایا۔ کیونکہ مصلح موعودؓ کی شان یہ بھی تھی کہ ان ہی لوگوں پر آپ کو قیامت تک فوقیت رہے گی۔ (اِنِّیْ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ الفضل ۲۰ر نومبر ۳۷ء ص ۸) چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خدا داد منصب عالی کے متعلق فرمایا۔

(اول) "مجھے یقین ہے خدا کے وعدوں پر مجھے یقین ہے خدا کی نصرتوں پر اور مجھے یقین ہے کہ ہر وہ شخص جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھتا ہے وہ نہیں مریگا جب تک میری بیعت میں داخل نہ ہو لے اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑتا ہے جو رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔ میں اس یقین پر قائم ہوں قرآن مجید کے ماتحت میں اس یقین پر قائم ہوں حدیث کے ماتحت میں اس یقین پر قائم ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے ماتحت۔ میں اس یقین پر قائم ہوں ان رؤیا کشوف اور الہامات کے ماتحت جو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئے اور میں اس یقین پر قائم ہوں۔ خدا تعالیٰ کی ان کھلی کھلی تائیدات کے ماتحت جو ہر وقت میرے شامل حال ہیں۔"

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

(دوم) "میں اس لئے خلیفہ ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۸)

(سوم) ایک خطاب میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:-

"میں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ میں تمہیں اس ازلی و ابدی خدا کی طرف بلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ تم مت سمجھو کہ اس وقت میں بول رہا ہوں۔ اس وقت میں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔ میرے سامنے دین اسلام کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کریگا۔ اس کی آواز کو دبا دیا جائیگا۔ جو شخص میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ ذلیل کیا جائے گا اور رُسوا کیا جائے گا وہ تباہ و برباد کیا جائے گا۔ مگر خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ اسلام کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دیگا۔ میں ایک انسان ہوں میں آج بھی مر سکتا ہوں اور کل بھی مر سکتا ہوں لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔"

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

(چہارم) "اللہ تعالیٰ کے اذن اور اُسی کے انکشاف کے ماتحت میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دُنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام اور رسول کریمؐ کے نام کو دُنیا کے کناروں تک پھیلائے گا اور اس کا وجود خدا کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا وہ میں ہی ہوں اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔ یاد رہے کہ میں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دُنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے اس سے زیادہ نہ مجھے کوئی دعویٰ ہے نہ مجھے کسی دعویٰ میں خوشی ہے۔ میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے۔ اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش میں ہو۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء بحوالہ خالد دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۵-۳۶)

مقام او مبیں از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

الغرض حضرت مصلح موعودؓ کے خلاف کھڑے ہونے والے بٹھا دیئے گئے اور آپ کے متبعین کو اس قدر بلندی عطا فرمائی گئی کہ شیطان نے پیچھے سے بڑے دشمن کو کھڑا کر دیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی قبر بہشتی مقبرہ ربوہ پاکستان میں واقع ہے۔ اور پاکستانی حکومت کے نام پر علماء نے مصلح موعودؓ سے اپنی مخالفت کا عجیب رنگ اختیار کیا۔ اور آپؓ کی قبر پر لکھے کتبہ پر اسلام اور مساجد کے تعلق سے آپ کی خدمات کے تعلق سے جملے تھے اُن سے لفظ "اسلام" اور "مسجد" کو مٹا دیا۔ گویا بڑا تیر مار دیا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس تعلق سے کوئی خدمت نہیں کی ہے۔

شاید تقدیر الٰہی سے ان ہی ٹکر لینے والوں کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کو اپنے خطاب میں فرمایا تھا:-

"اگر کوئی شخص واقعہ میں یہ سمجھتا ہے کہ میں نے اسلام کے غلبہ اور اس کی اشاعت کے لئے جس قدر کام کئے ہیں۔ وہ نعوذ باللہ لغو ہیں اور اسلام کو ان کی بجائے کسی اور رنگ میں کام کرنے سے زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے تو میں اُسے کہتا ہوں کہ تم میدان میں آؤ اور کام کر کے دکھاؤ اگر تمہارا کام اچھا ہوا تو دُنیا خود بخود تمہارے پیچھے چلنے لگ جائے گی۔ ...... لیکن اگر ایک جماعت ایسی ہو جو صرف اعتراض کرنا ہی جانتی ہو تو اُسے یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ دُنیا لاوارث نہیں ہے۔ اس دُنیا کا ایک زندہ اور طاقتور خدا ہے۔ وہ مجھ پر اعتراض کر سکتے ہیں وہ میرے خلاف ہر قسم کے منصوبے کر سکتے ہیں۔ وہ مجھے لوگوں کی نگاہ سے گرانے اور ذلیل کرنے کے لئے مجھ پر جھوٹے الزام لگا سکتے ہیں مگر وہ ان حملوں کے نتیجہ میں میرے خدا کے زبردست ہاتھ سے نہیں بچ سکتے لیکن میں اسی خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام دُنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤں گا۔ مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دُنیا میں قائم رکھے گا اور ہر شخص جو میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ خدا کے فضل سے ناکام رہے گا۔ ...... خدا نے مجھے اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ خواہ مخالف مجھے کتنی بھی گالیاں دیں مجھے کتنا ہی بُرا سمجھیں بہرحال دُنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے بھی اختیار میں نہیں کہ وہ میرا اسلام کی تاریخ کے صفحات سے مٹا سکے۔ آج نہیں آج سے چالیس پچاس بلکہ سو سال کے بعد تاریخ اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ میں نے جو کچھ کہا وہ صحیح کہا تھا یا غلط میں بے شک اس وقت موجود نہیں ہوں گا مگر جب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کی تاریخ لکھی جائے گی تو مسلمان مؤرخ اس بات پر مجبور ہوگا کہ وہ اس تاریخ میں میرا بھی ذکر کرے اگر وہ میرے نام کو اس تاریخ میں سے کاٹ ڈالے گا تو احمدیت کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ کٹ جائے گا۔ ایک بہت بڑا خلاء واقع ہو جائے گا۔ جس کو پُر کرنے والا اُسے کوئی نہیں ملے گا۔"

(روح پرور خطاب ص ۱۳ تا ۱۷ مطبوعہ قادیان)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بقیہ صفحہ ۱۳:- وہ سٹینڈرڈ قائم رکھنے کی توفیق دے جس سے وہ اعلیٰ جذبات جو انسان کے اندر خدا تعالیٰ نے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا کے مطابق پیدا کئے ہیں وہ قائم رہیں اور انسان کی وہ شکل دُنیا کو نظر آئے جس کے متعلق قرآن میں خدا کہتا ہے کہ میں نے بنائی ہے وہ شکل نظر نہ آئے جو شیطان نے بنائی ہے۔ بلکہ تمہارے ذریعہ سے وہ شکل انسانیت کی دُنیا کو نظر آئے جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور جس کے متعلق وہ فرماتا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔" (خطاب حضرت مصلح موعودؓ برموقعہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بحوالہ الفضل ۴ مارچ ۵۷ء صفحہ ۵)

یادوں کی خوشبو

از:- درویشانِ قادیان

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شفقت و محبت کے چند ایمان افروز واقعات

☆ــ پیارے آقا کی ایک پیاری اور دلچسپ بات جو مجھے خوب یاد ہے ۱۹۳۴ء یا ۱۹۳۵ء میں جب خاکسار ساتویں کلاس میں تھا۔ حضور مری تشریف لے جا رہے تھے۔ میرے والد صاحب مرحوم (ملک محمد ابراہیم صاحب ریلوے میں ملازم تھے اور یورپین ڈائننگ روم میں بطور ہیڈ خانساماں ریلوے اسٹیشن پر ڈیوٹی بجا لاتے تھے) کو معلوم ہوا کہ حضرت امیر المومنین مری تشریف لے جا رہے ہیں اور گاڑی رات ۲½ بجے لالہ موسیٰ اسٹیشن پر پہنچے گی۔

والد صاحب کو اکثر اوقات بلکہ ہمیشہ حضور کے مری کے سفر کے وقت لالہ موسیٰ اسٹیشن پر چائے مع پوڈنگ (جو انڈے اور دودھ سے تیار ہوتی ہے) سے تواضع کا موقعہ ملتا رات ۲½ بجے گاڑی کے اسٹیشن پر پہنچنے سے قبل والد صاحب مجھے جگا کر ساتھ لے گئے گھر یعنی ریلوے کوارٹر سے۔ گاڑی آئی اور دونوں طرف خدام گاڑی سے اترے دروازے اور کھڑکیوں کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اجازت مانگنے پر انہوں نے منع کیا کہ حکم نہیں یعنی ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ حضور نے اندر سے جو کھڑکی کے قریب تھے والد صاحب کی آواز سن لی۔ اور فرمایا میاں ابراہیم ہے والد صاحب نے جی عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اجازت دیں (خادم کو) چائے کی ٹرے والد صاحب کے ہاتھوں میں تھی دس بارہ آدمی جماعت کے اور بھی پہنچ گئے۔ (جو ریلوے ملازم تھے)۔

اندر داخل ہوئے پہلے والد صاحب پھر خاکسار حضور اس وقت ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ مصافحہ ہوا ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور میں فوراً سیٹ پر بیٹھ کر پاؤں دبانے لگا حضور کچھ مسکرائے۔

والد صاحب نے عرض کیا حضور یہ میرا بڑا بیٹا ہے جب والد صاحب نے حضور کی خدمت میں چائے اور پوڈنگ پلیٹ میں پیش کی تو عرض کیا حضور چائے میں یہ نمک بھی ذرا ڈال دو۔ حضور نے فرمایا۔ میاں ابراہیم یہ منافق ہو جائے گا پھر کچھ مسکرانے کے بعد فرمایا ڈال دیں۔ والد صاحب مجھے فرمایا کرتے تھے کہ حضور یہ کھیر خوش ہو کر استعمال کرتے اور تعریف کرتے)۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی گردن پر جب مسجد مبارک میں ایک ناعاقبت اندیش آدمی نے چاقو سے حملہ کیا تو صبح سویرے ریڈیو پر خبر نشر ہوئی سب درویش مسجد میں اعلان ہونے پر جمع ہو گئے۔ صدر انجمن احمدیہ کا اجلاس بیٹھ گیا۔

محترم امیر صاحب مقامی و ناظر اعلیٰ مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے فرمایا کس درویش کے پاس ویزا ہے میں فوراً اٹھا عرض کیا میرا ویزا میرے پاس موجود ہے انہوں نے فرمایا فوراً تیار ہو جاؤ اور حضور کے بارہ میں اطلاع حاصل کر کے کل واپس آنے کی کوشش کرو۔

میں نے اسی وقت ڈاک کا لفافہ امیر صاحب سے حاصل کیا اور ۱۰½ بجے یہاں سے ربوہ روانہ ہو کر ۵ بجے ربوہ پہنچا اور حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اندر بلایا اور صوفہ پر ساتھ بٹھایا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ میری آنکھیں نمناک تھیں عرض کیا جگہ دیکھنا چاہتا ہوں جہاں حضور پر مسجد میں حملہ ہوا۔ آپ نے اپنے ملازم بشیر احمد کو ساتھ بھیجا۔ چنانچہ مسجد میں اور محراب کی کھڑکی کے باہر جہاں خون کے قطرے سیڑھیوں تک گرے ہوئے تھے۔ دونوں جانب خدام کی ڈیوٹی تھی۔ انہوں نے اوپر سیڑھیوں تک دکھایا۔ واپس آ کر میں نے حضرت میاں صاحب سے کہا کہ حضور سے ملاقات ہو سکتی ہے فرمایا صبح انتظام کر دیں گے ضرور ملاقات ہو گی۔

اگلی صبح ملاقات تھی ہزاروں لوگ ربوہ پہنچ چکے تھے اور پہنچ رہے تھے۔ بوقت ملاقات لائین میں کھڑا ہو گیا اور بار بار اندر کمرہ میں یہ اعلان ہو رہا تھا کہ کوئی شخص حضور سے ہاتھ نہ ملائے صرف اپنا اور جس جماعت سے تعلق ہے کا نام بتائے۔ جب باری آئی میں نے جھک کر السلام علیکم عرض کیا نام بتایا اور قادیان سے آمد کا ذکر کیا اور درویشان کا السلام علیکم عرض کیا۔ تو حضور کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہی حالت خاکسار کی تھی حضور نے از خود اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا تاکہ درویش کو مصافحہ سے محروم نہ کیا جائے۔ میں نے ہاتھ کو بوسہ دیا اور روتا ہوا نیچے سیڑھیوں سے اتر آیا آج بھی اس وقت وہ نورانی چہرہ میرے سامنے ہے اور وہ متبرک ہاتھ اور آنکھوں میں آنسو۔ بس اور کچھ نہیں لکھ سکوں گا۔

(ملک محمد بشیر درویش قادیان)

☆ــ حضور رضی اللہ عنہ سے خاکسار کی پہلی ملاقات غالباً ۱۹۴۴ء کے جلسہ سالانہ کے بعد قصر خلافت قادیان میں ہوئی۔ اس وقت خاکسار کی عمر قریباً دس سال تھی خاکسار نے سفید رنگ کے بنات کی بنی ہوئی واسکٹ پہنی ہوئی تھی ملاقات پر حضور انور نے بڑے پیار سے فرمایا کہ آپ کی واسکٹ بڑی خوبصورت ہے کہاں سے بنوائی خاکسار کے جواب دینے کے بعد حضور نے بڑی محبت سے خاکسار کو اپنے پاس ہی بٹھا لیا اور جماعت کے دیگر افراد سے ملاقات فرماتے رہے ضلع سیالکوٹ کی پوری جماعت کی ملاقات کے دوران خاکسار کو حضور پُرنور کے پاس بیٹھنے اور حضور انور کے چہرہ مبارک کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔ الحمد للہ۔

بعد ازاں ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بعد ملاقات کا موقعہ ملا۔ اس کے بعد مارچ ۱۹۴۷ء میں جولائی تک قادیان میں خدام میں شامل ہو کر مختلف جگہ پہرہ کی ڈیوٹی دینے کی توفیق ملی جن میں مسجد مبارک میں نمازوں کے وقت ڈیوٹی اور جمعہ کے روز مسجد اقصیٰ میں ڈیوٹی دینے کی سعادت ملی۔ اسی دوران متعدد بار حضور انور سے ملنے اور پاؤں دبانے کی سعادت ملی دوران ملاقات حجاب کی وجہ سے کوئی بات نہ کی جاتی صرف یہی عرض کر سکتا کہ حضور میرے لئے دعا کریں حضور انور مسکرا کر فرماتے اپنا نام بھی تو بتائیں۔

ستمبر ۱۹۴۷ء میں لاہور میں جبکہ حضور رتن باغ میں مقیم تھے خاکسار بھی دیگر خدام کے ساتھ رتن باغ میں مقیم تھا حسب معمول رات کو باغ کے گیٹوں اور دیگر دروازوں پر پہرہ ہوتا تھا باغ کے اندر حضور انور کے خاندان کے علاوہ باغ کے احاطہ میں جو کہ بہت بڑا تھا۔ لاوارث عورتوں اور بچوں کا کیمپ لگایا گیا تھا۔ اسی لئے پہرہ کا انتظام بھی سخت تھا۔ ایک رات کچھ بدمعاشوں نے باغ کے اندر گھسنے کی کوشش کی جو ناکام بنا دی گئی اور پہرہ مزید سخت کر دیا گیا باغ کے جانب شرق جو دو عامل بلڈنگ کے بالمقابل دو بڑے گیٹ تھے جن کے درمیان پیچھے ہٹ کر جانب غرب بلڈنگ تھی جس میں حضور کی رہائش تھی گیٹوں کے اندر جا کر گھومتی ہوئی سڑک بلڈنگ تک جاتی تھی خاکسار کی ڈیوٹی جانب شمال اندر جانے والے گیٹ پر تھی رات کے قریباً ایک بجے اندر سے باہر آنے والے کے پاؤں کی ہلکی سی آواز سنائی دی جب کہ گولائی میں بنی باڑ کی وجہ سے آنے والا نظر نہیں آ رہا تھا۔ خاکسار نے حسب دستور بڑی زور سے ہالٹ پکارا اور پوچھا کون ہے۔ آواز آئی مرزا محمود احمد اور ساتھ ہی پُروقار آواز میں السلام علیکم فرمایا خاکسار حضور پُرنور کی آواز سن کر سر سے پاؤں تک لرز گیا کہ یہ میں نے کیا گستاخی کی ہے اور نہ جانے کتنی ناراضگی اور سزا ملے گی جب کہ حضور انور نے پاس آ کر بڑے محبت بھرے لہجے میں پوچھا آپ کا کیا نام ہے اور کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاکسار نے اپنا نام بتایا۔ اور یہ بھی کہ مانگا پانگر جان جماعت سے تعلق ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں میں جانتا ہوں۔ بڑی پرانی جماعت ہے اور ساتھ ہی خاکسار کو شاباش دی اور فرمایا کہ مومن کو اسی طرح ہوشیار رہنا چاہیئے اور واپس تشریف لے گئے۔ حضور انور نے بنیان اور دھوتی پہنی ہوئی تھی۔ اور ہاتھ میں سوٹی تھی۔*

---

* صبح معلوم ہوا کہ حضور نے تمام دروازوں اور گیٹوں کی ڈیوٹیاں چیک کی تھیں واقعات تو بہت ہیں طوالت کے خوف سے ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار برکتیں نازل فرمائے آمین۔

(حاجی منظور احمد درویش قادیان) (باقی آئندہ)

سیٹلائیٹ سسٹم ڈش انٹینا

از محترم رشید خالد صاحب احمدیہ الیکٹرونکس ٹریننگ سنٹر قادیان

عام TV نشریات عموماً سٹیشن سے ۳۰ میل تک دیکھنا ممکن ہے۔ زیادہ دُور تک دیکھنے کے لئے اگر سٹیشن ایریل کو مزید لمبا کر دیا جائے تو ممکن ہے لیکن ایریل بھی ایک حد سے زیادہ اُونچا نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا سٹیلائیٹ یعنی مصنوعی سیّارے کو بطور TV ایریل استعمال کیا جاتا ہے۔ جو کہ ہماری زمین سے ۲۰۴۰۰ میل بلندی پر ہوتا ہے۔ اس طرح ایک طرف کی آدھی دُنیا اس سیارہ سے فائدہ حاصل کر سکتی ہے۔ جیسا کہ شکل نمبر ۱ اور ۲ میں واضح کیا گیا ہے۔

سٹیلائیٹ سسٹم کیسے کام کرتا ہے

جیسا کہ عام آئینہ میں روشنی کی شُعاع ڈالی جائے تو وہ واپس منعکس ہوتی ہے۔ اسی طرح T.V. سٹیشن سے پروگرام کی لہریں سیّارے پر ڈالی جاتی ہیں تو وہ آئینہ کی مانند اُن لہروں کو زمین کی جانب واپس منعکس کرتا ہے جن کو ہم ڈش کے ذریعہ وصول کرتے ہیں اور ٹی وی پر دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ شکل نمبر ۲ میں واضح ہے۔

سٹیلائیٹ سسٹم کے اجزاء

ہمیں سیارہ سے ملنے والی لہروں کو T.V. تک دیکھنے کے لئے مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ جس کے لئے کل پانچ حصّے ہیں۔

(۱)۔ ڈش
(۲)۔ LNB
(۳)۔ فیڈ ہارن
(۴)۔ ریسیور
(۵)۔ ماڈولیٹر

(۱) ڈش:

ڈش لہروں کو فضاء سے وصول کر کے LNB اور فیڈ ہارن کی جانب منعکس کرتی ہے۔ مختلف سیّارے مختلف طاقت کے سگنل دیتے ہیں۔ اسی کے مطابق ڈش کا سائز متعین ہوتا ہے۔ مثلاً سٹار کے پروگرام دیکھنے کے لئے ۴ سے ۶ فٹ کی ڈش لگائی جاتی ہے اور دُور کے اور کمزور سگنل کو دیکھنے کے لئے بڑی ڈش۔ یعنی حضور کا خطبہ نشر کرنے والے سیّارے کے لئے کم از کم ۸ تا ۱۲ فٹ کی ڈش کی ضرورت ہے۔

نوٹ: سالڈ یعنی سلور یا گلاس فائیبر کی ڈش جالی یا میش (MESH) والی سے زیادہ طاقتور ہے زیادہ سگنل منعکس کرتی ہے۔ اسی لئے جالی والی ڈش سے چھوٹے سائز میں بھی کام کر سکتی ہے۔ لیکن آندھی میں ڈش کے اُڑ جانے کے خطرہ کی وجہ سے جالی والی بہتر ہے۔ ڈش اس طرح لہروں کو منعکس کرتی ہے جیسے محدّب عدسہ دھوپ میں سورج کی شعاعوں کو ایک جگہ فوکس کر کے کاغذ جلا سکتا ہے۔ جیسا کہ تصویر نمبر ۳ اور نمبر ۴ میں ہے۔

(۲) فیڈ ہارن:

ڈش میں LNB فٹ کرنے سے قبل اسے فیڈ ہارن میں لگانا پڑتا ہے جو کہ عموماً سلور (ایلومینیم) کا ہوتا ہے۔ اور ڈش سے LNB کے اندر سگنل کو مکمل داخل کرنے کے لئے ضروری ہے۔

(۳) LNB:

LOW NOISE BOOSTER یعنے یہ پُرزہ فضاء سے آنے والے سگنل کو ڈش اور فیڈ ہارن کی مدد سے اکٹھا کر کے مزید طاقتور (BOOST) کرتا ہے۔ اور (COAXIL) گول تار کے ذریعہ ریسیور میں سگنل کو بھیجتا ہے۔

مختلف LNB مختلف ماڈل میں دستیاب ہے۔ 30°K, 29°K, 28°K, 25°K
40°K, 35°K

K° نمبر جتنا کم ہوگا کوالٹی اُتنی بہتر ہوگی۔ یعنی سب سے زیادہ بہتر اور طاقتور 25°K ہے۔ سگنل جتنا کمزور ہو گا LNB کا نمبر اتنا کم استعمال کریں۔ حضور انور کے خُطبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ 30°K اور اگر نہ ملے تو 35°K لگائیں۔ مارکیٹ میں 40، 35، اور 30 نمبر تو عام طور پر دستیاب ہے۔ اور اس سے کم والے نہیں ملتے۔ اور قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا کچھ دوکاندار زیادہ نمبر والی LNB پر کم نمبر کا سٹکر لگا کر زیادہ قیمت میں فروخت کرتے ہیں۔ اصلی سٹکر کی نشانی یہ ہے کہ آپ پہلے 40°K کے سٹکر کی کوالٹی اور پرنٹنگ کوالٹی دیکھ لیں یہ اصلی ہوتا ہے۔ اس کا موازنہ مطلوبہ LNB کے ساتھ کیا جائے تو اگر جعلی سٹکر ہوگا تو فرق معلوم ہوجائے گا۔

(۴) ریسیور:

LNB سے تار کے ذریعہ لہروں کو ریسیور میں لایا جاتا ہے۔ اور متعلقہ چینل یا پروگرام کو ریڈیو کی طرح ٹیون (TUNE) کر لیا جاتا ہے۔ سیّارہ سے آواز اور تصویر دونوں کے سگنل علیٰحدہ علیٰحدہ آتے ہیں۔ اس لئے پہلے تصویر کو ٹیون کیا جائے اور بعد میں آواز کو ٹیون کیا جائے۔ آواز کے حصّے میں یہ بات مدِّ نظر رکھیں کہ حضور انور کا خُطبہ انگریزی اور اُردو دو چینلوں میں آتا ہے۔ آپ اپنی پسند کی آواز یعنی انگریزی ترجمہ یا اُردو پسند کر سکتے ہیں۔

(۵) ماڈولیٹر:

اپنے T.V. میں پروگرام دیکھنے کے لئے ریسیور کے بعد ماڈولیٹر لگانا ضروری ہے تاکہ آپ اپنے T.V. کے قابلِ قبول فریکوئنسی دے سکیں۔ ریسیور کی تاریں (AUDIO + VEDIO) ماڈولیٹر میں بالترتیب لگائیں اور ماڈولیٹر کی (RF) آؤٹ تار T.V. میں لگائیں اور جو چینل نمبر ماڈولیٹر کا ہے وہی نمبر اپنے T.V. پر لگائیں۔

نوٹ:۔ آجکل ایسے ریسیور بھی بننے شروع ہو چکے ہیں جن میں ماڈولیٹر اندر ہی شامل ہوتا ہے۔ علیٰحدہ نہیں لگانا پڑتا۔

ان تمام اجزاء کو شکل نمبر ۵ میں جوڑ کر دکھایا گیا ہے۔

سسٹم چلانے کا طریقہ:

تمام اجزاء کو شکل نمبر ۵ کے مطابق لگایا جاتا ہے۔ سب سے اہم کام ڈش کی تنصیب ہے۔ ڈش کا رُخ عین سٹیلائیٹ کی جانب ہونا ازحد ضروری ہے۔ اگر تصویر صاف نہ ہو تو ڈش کو معمولی سا اوپر نیچے اور دائیں بائیں کر کے مزید صاف کیا جا سکتا ہے۔ مزید بہتر کرنے کے لئے ریسیور سے ٹیوننگ کو بھی قدرے درست کیا جا سکتا ہے۔ یا فائین ٹیوننگ کریں۔

حضور انور کے خُطبہ والے سیّارے کی فریکوئنسی 1275 MHz ہے۔ لیکن زیادہ ریسیورز کی ٹیوننگ ناب پر فریکوئنسی کا نمبر نہیں لکھا ہوتا۔ اس لئے اسے ٹیون کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے آپ کسی جماعتی ریسیور سسٹم کے ساتھ اپنا ریسیور لے جا کر پہلے اُسے 1275 پر ٹیون کر کے سیٹ کر لیں اور ناب پر مطلوبہ جگہ پر نشان لگا لیں۔ پھر اپنے ہاں لا کر مطلوبہ (خُطبے والا) سیارہ، ڈش کو گھما کر تلاش کریں۔ تصویر کو مزید صاف ہونے کے بعد آواز یعنی AUDIO کو ٹیون کریں۔ AUDIO کی فریکوئنسی 6.2 MHz ہے جو کہ اُردو کے لئے ہے اور 6.8 انگریزی کے لئے ہے۔

سیّارہ تلاش کرنے کا طریقہ:

فضاء میں تمام سیّارے جو T.V. پروگرام کی غرض سے ہیں وہ ایک مخصوص بلندی پر ہی معلق ہیں۔ اور اسی طرح ایک ہی قطار میں آگے پیچھے ہیں۔ اگر آپ دو سیّارے تلاش کر لیں تو پوری قطار کا تعیّن آسان ہے۔ جیسا کہ شکل نمبر ۶ میں دکھایا گیا ہے۔ زیادہ بہتر ہے کہ آپ پہلے سٹار سٹیلائیٹ تلاش کریں۔ پھر دوسرا پھر تیسرا۔ مشرق کی جانب ڈش کو اوپر نیچے اور قدرے دائیں بائیں ہلا کر دیکھیں اور ساتھ ہی ریسیور کی ویڈیو VEDIO ناب بھی گھما کر چیک کرتے رہیں۔ جہاں کوئی سٹیشن واضح نظر آئے وہاں سمت کو نشان لگا لیں۔ اسی طرح مشرق سے مغرب کی جانب آہستہ آہستہ سمت تبدیل کرتے جائیں اور مختلف سیّارے دیکھیں جیسا کہ شکل میں واضح ہے۔ پس یہ ایک ہی قطار میں ملیں گے۔

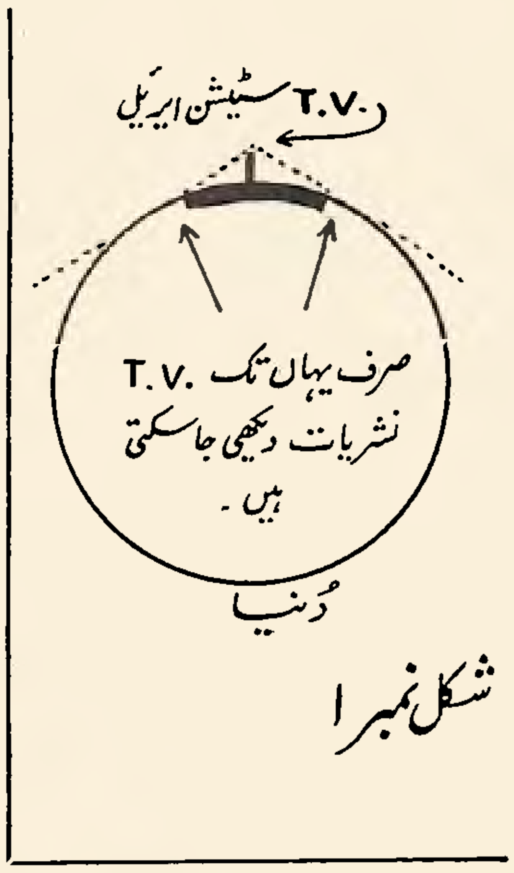

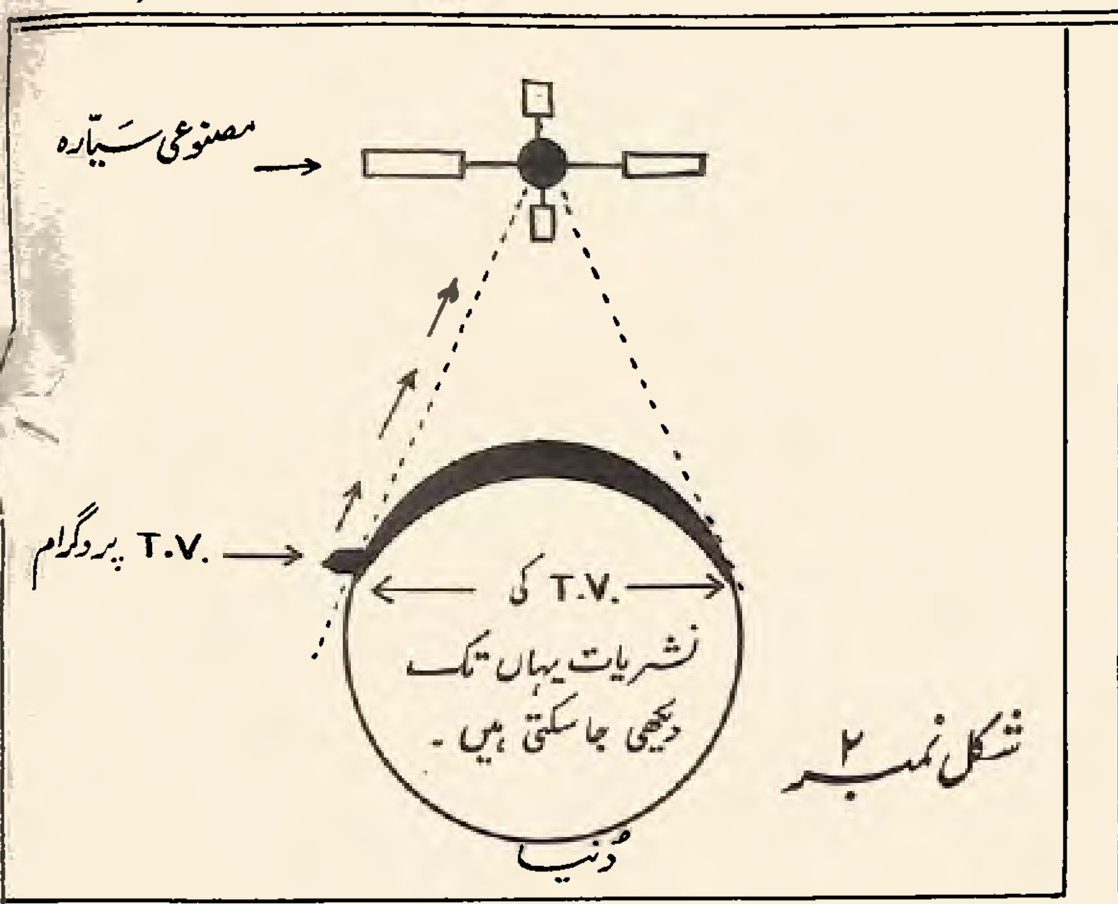

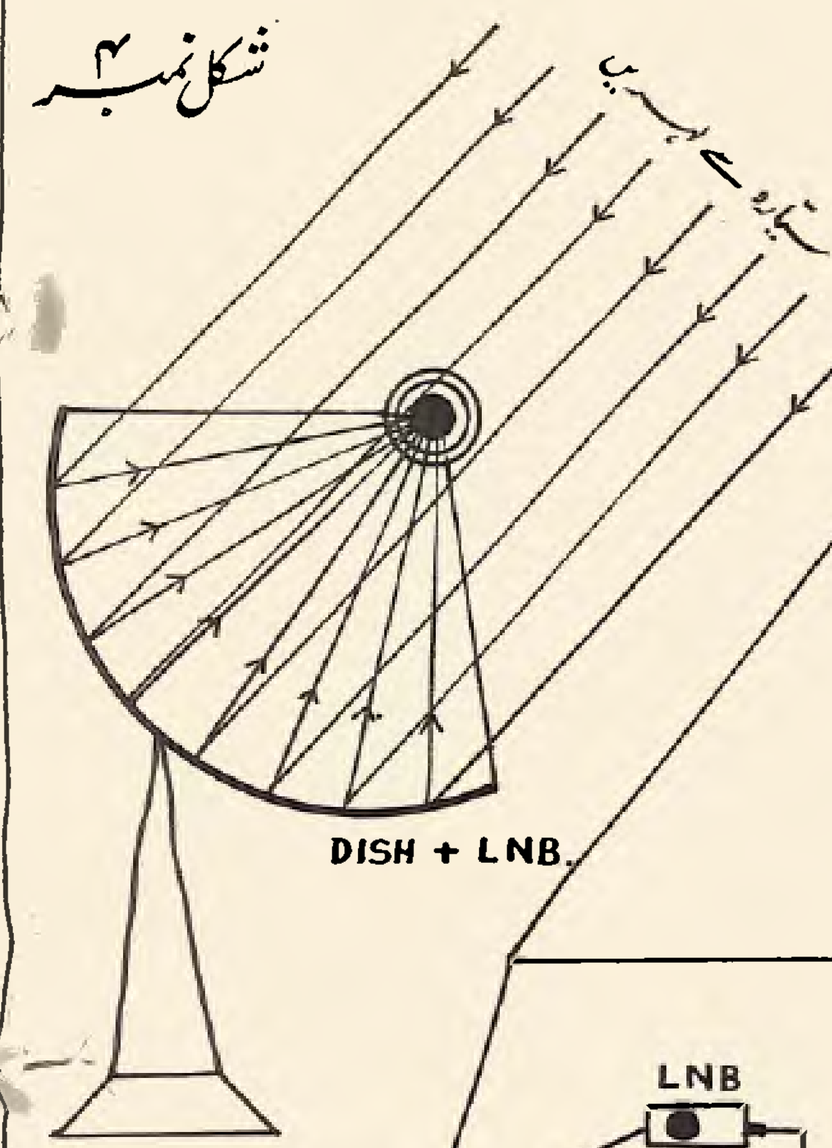

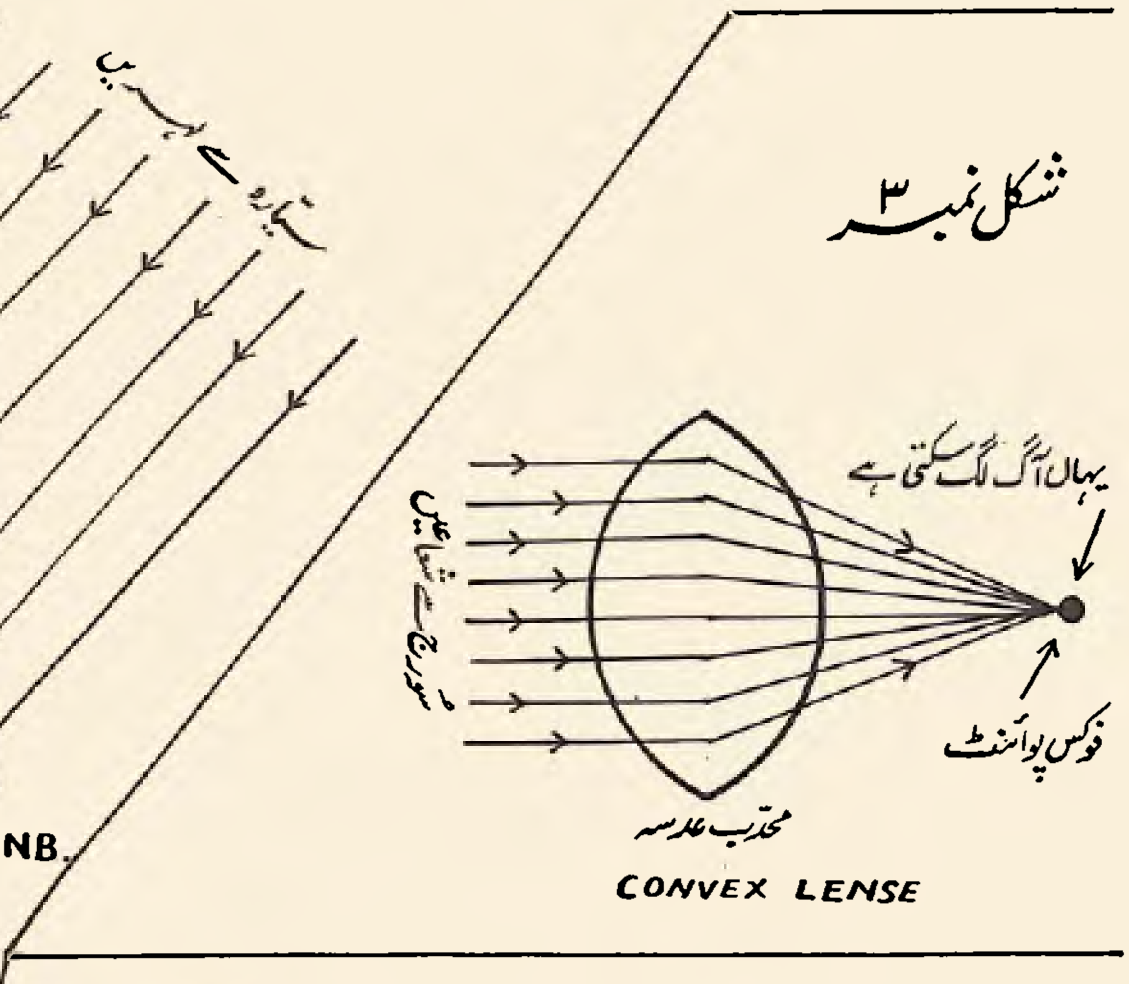

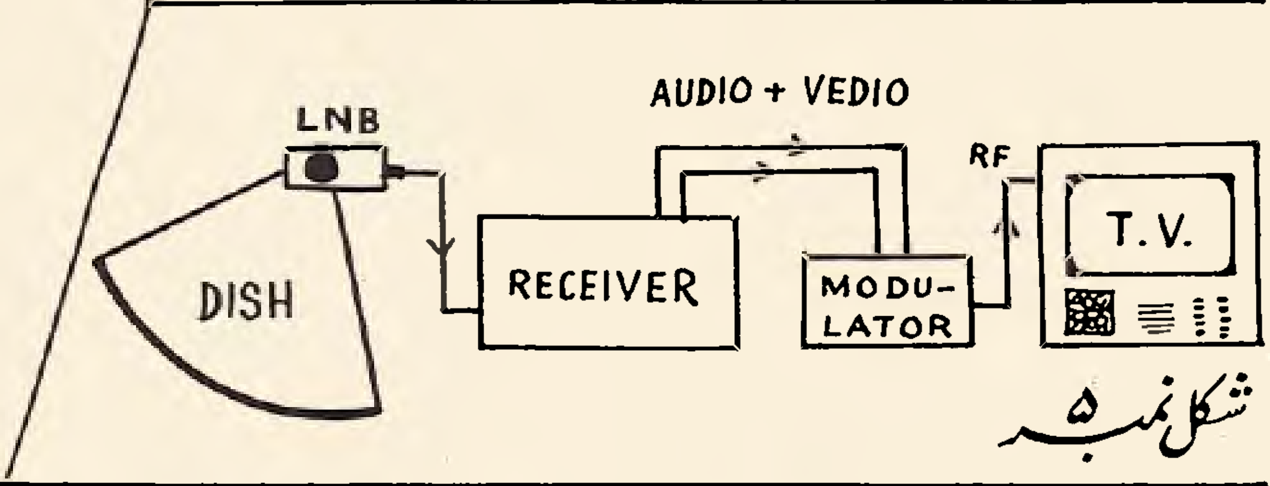

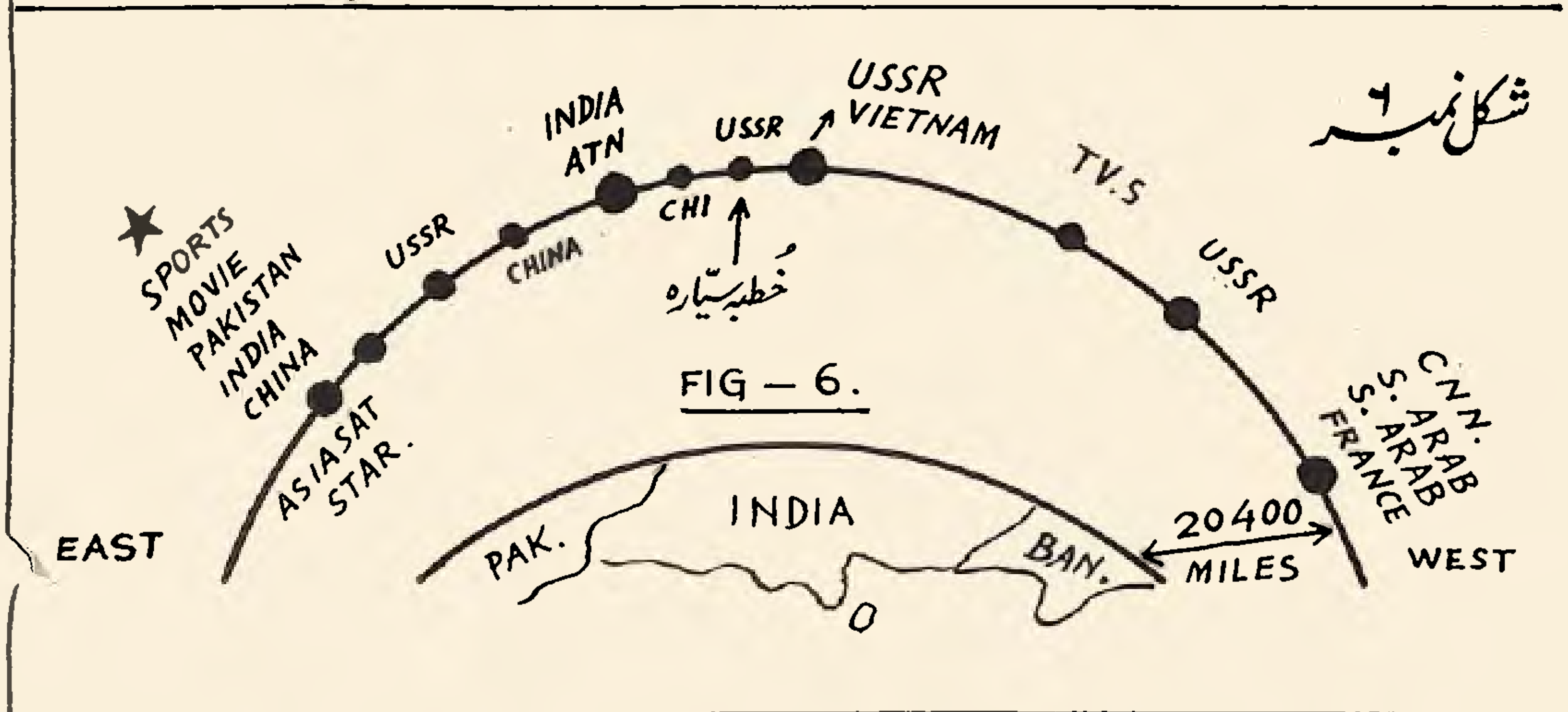

حضور انور کا خطبہ جمعہ بھارتی وقت کے مطابق ۷ بجے شام نشر ہوتا ہے۔ چونکہ اس سیارے پر اور کوئی پروگرام نہیں ہے اس لئے یہ اپنا کام (سِگنل) پونے سات بجے شروع کرتا ہے۔

دورانِ خُطبہ اگر ٹرانسمشن خراب ہو تو ڈِش کو چند انچ اُوپر نیچے یا دائیں بائیں کر کے تصویر مزید صاف کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ ہمارا متعلقہ سیارہ زمین کی رفتار سے قدرے آگے پیچھے ہوتا رہتا ہے۔ کچھ سیّارے ہمیشہ یکساں رفتار سے زمین کے ساتھ ہی گردش رکھتے ہیں۔ اور کچھ کی گردش زمین سے آگے پیچھے ہوتی رہتی ہے۔

نوٹ:۔ ڈِش کو بہت بلندی پر نصب کرنا ضروری نہیں۔ البتہ ڈِش اور سیارہ کے درمیان کوئی رُکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے۔

خُطبہ C بیَنڈ پر آتا ہے۔ اِسی طرح سٹار بھی C بیَنڈ پر ہے۔ لیکن دُوردرشن کا جو پروگرام سیارہ سے آتا ہے وہ "S" بیَنڈ پر ہے اِس لئے یہ ہمارے ریسیور پر نہیں آئے گا۔

سِسٹم کی حفاظت:

اس کے ساتھ اچھی کمپنی کا صرف آٹومیٹک سٹیبلائزر لگانا بہت ضروری ہے۔

سِسٹم کی خرید:

تمام اشیاء کی قیمتیں علیٰحدہ علیٰحدہ مختلف دکانوں سے معلوم کرلیں اور کسی ایک دُکان سے یا علیٰحدہ دکانوں سے صرف ٹیسٹ کرنے کے بعد ہی خریدیں۔ عموماً کئی دوکانداران اکٹھا سِسٹم خریدنے پر قیمت زیادہ بھی وصول کرتے ہیں۔ اِس لئے مختلف جگہوں سے قیمت کی تسلی کرلیں۔

سِسٹم کی تنصیب:

مزید برآں انشاء اللہ تعالےٰ اِس سال ماہِ اپریل میں ہونے والی ٹیکنیکل الیکٹرونکس کلاس قادیان میں مکمل سٹیلائیٹ سِسٹم لگانے اور چلانے کی تربیت بھی دی جائے گی۔

سِسٹم کی قیمت:

ریسیور	2000/- → 2500/-
ریسیور بمع ماڈولیٹر	2500/- → 3000/-
ماڈولیٹر صرف	400/- → 500/-
LNB	2500/- → 3000/-
8 فٹ ڈِش جالی والی	4000/- → 5000/-
12 فٹ ڈش جالی والی	10,000/- → 13,000/-

نوٹ:۔

اب اِن اشیاء کی قیمتوں میں بہت تیزی سے تغیّر آرہا ہے۔ یہ قیمتیں یکم جنوری ۹۳ء کی ہیں۔ ہندوستان کے تمام شہروں میں آسانی سے تمام سامان متعلقہ مِل سکتا ہے۔

درخواستِ دعا:۔ (۱). اسیرانِ راہِ مولیٰ ایک لمبے عرصہ سے پاکستان میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں اُن کی جلد باعزت رہائی اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

(۲) ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی آنکھیں چیک کروانے کے لئے ۲۷ر جنوری کو حیدر آباد تشریف لے گئے ہیں۔ کامل شفایابی اور صحت و تندرستی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

"ایک وطن میں دوسرے اہلِ وطن کے خلاف ظلم ہو رہا ہے۔ ایک مذہب دوسرے مذہب پر ظلم کر رہا ہے۔ وہاں آپس کے ان جھگڑوں کا فیصلہ کس اُصول پر ہوگا۔ کیا وطن کی محبت کا یہ تقاضا ہوگا کہ ظالموں کا ساتھ دیا جائے یا اگر ظالموں کا ساتھ نہ دیا جائے اور مظلوم کا دیا جائے تو کیا یہ بات وطن سے غداری کے مترادف ہوگی۔ یہ بڑے گمبھیر مسائل ہیں جو دُنیا کے حالات پر نظر ڈالنے سے خود بخود اُٹھ کر سامنے آتے ہیں۔ اسلام جو یہ کہتا ہے کہ وطن کی محبت تمہارے ایمان کا حصّہ ہے تو دیکھنا ہے کہ وہ ان مسائل سے کیسے نپٹتا ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کا یہ ارشاد آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں ان سب مسائل کی کنجی موجود ہے آپ نے فرمایا اپنے بھائی سے محبت کرو اور اس کی مدد کرو اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا۔ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو خواہ وہ مظلوم ہو۔ اب یہ حصّہ سُن کر ایک دم انسان کا ضمیر جھنجھوڑا جاتا ہے اور فوراً یہ ردِّ عمل پیدا ہوتا ہے کہ ہیں! ظالم کی مدد؟ بھائی کی مدد تو ضروری ہے، یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن بھائی ظالم بھی تو ہو سکتا ہے۔ پھر کیا کریں گے۔ ہاں ظالم کی مدد کرو مگر ظالم کی مدد اس کے ظلم کے ہاتھ روک کر کرو۔ کتنی عظیم الشان تعلیم ہے جو عصبیت کی تعلیم کی بجائے اچانک ایک دم عالمگیر ہوتی ہوئی نظر آجاتی ہے۔ پہلا فقرہ سُن کر لگتا تھا کہ عصبیت کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ جب اس کی تشریح سُنی تو یُوں لگا کہ یہ تو ایک حیرت انگیز عالمگیر تعلیم ہے۔ اس کے سوا انسانی مسائل کا حل ممکن ہی نہیں ہے۔"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ر جنوری ۱۹۹۳ء)

دُنیا کے تمام احمدیوں کو مخاطب کرنے کے ساتھ ساتھ حضورِ انور نے ہندوستان کے احمدی مسلمانوں کو یُوں نصیحت فرمائی :۔

"ہندوستان کے احمدی مسلمانوں کو ہندوستانیوں کے ہاتھ ظلم سے روکنے چاہئیں۔ اُن کو باقاعدہ ہندوستان کی سطح پر ایک جدّ و جہد کرنی چاہیئے۔ اور مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انسانی قدریں واقعۃً مری نہیں ہیں۔ یہ دب جایا کرتی ہیں۔ شرافت کی آواز کا گلا ہمیشہ کے لئے نہیں گھونٹا گیا۔ شرافت کی آواز اندر اندر ضرور بولتی رہتی ہے۔ اندر کے کان سُنتے ہیں۔ لیکن باہر آواز نہیں جایا کرتی۔ ایسا ماحول قائم کرنے کی ضرورت ہے کہ شرافت کو تقویت ملے اس کی حوصلہ افزائی ہو .... اخبارات میں، خطوں کے ذریعہ یا دُوسرے مضامین کے ذریعہ یا ریڈیو ٹیلی ویژن پر اگر توفیق ملے تو اس پر اپنے خیالات کے اظہار کے ذریعہ قوم کی آراء پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی جائے۔"
(ایضاً)

پس یاد رکھیئے! اگر ہم نے ظلم اور تخریب کاری سے اپنے اور اپنے ہم وطنوں کے ہاتھوں کو نہ روکا خواہ وہ ظلم امن و امان قائم کرنے والے اداروں کی طرف سے ہو یا پھر حصولِ حقوق کے نام پر ہو تو یقین جانیئے کہ ہم ایک تاریک مستقبل کی طرف رواں دواں ہیں۔

(مُنیر احمد خادم)

منظوری قائدِ علاقائی کشمیر

مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب نائک آف سرینگر کی بطور قائدِ علاقائی کشمیر برائے سال ۹۳-۱۹۹۲ء منظوری دی جاتی ہے۔
کشمیر کی تمام مجالس موصوف سے تعاون فرمادیں۔ جزاکمُ اللہ۔

صدر مجلس خُدّام الاحمدیہّ بھارت

درخواستِ دُعا

برادرم مکرم خلیل بشیر صاحب آف مغربی جرمنی اپنی اور اپنے اہل وعیال کی دینی و دُنیاوی ترقیات، پریشانیوں کے ازالہ اور روزگار میں برکت، اپنے دونوں بچوں کے نیک، خادمِ دین بننے اور اُن کے روشن مستقبل اسی طرح اپنے والدین کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور بہن بھائیوں کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے احبابِ کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۱۰۰ روپے)
(خاکسار: عبد الوکیل)

اخبارِ احمدیہّ بقیہ صفحہ (۲)

اس کے خلاف اور سلوک ہے اور اگر فلسطین کے مسلمانوں کے تعلق سے اسرائیل وہی کردار ادا کرے تو اس موقعہ پر یونائیٹڈ نیشنز سمیت یہ تمام طاقتیں خاموش ہو جاتی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العصر کی تلاوت فرماتے ہوئے بتایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں حق و انصاف اور صبر کا فقدان ہو جائے گا اور یہی وجہ ہے کہ انسان مجموعی طور پر گھاٹے میں چلا جائے گا۔ آج دُنیا میں نہ سیاست حق اور راستی پر قائم ہے اور نہ تجارت۔ حکومت اور رعایا کے تعلقات کا بُنیادی عنصر جھُوٹ ہے جو ہر سطح پر رچ بس گیا ہے۔ آپ ظالم حکومتوں کے انقلابات دیکھیں تو صاف پتہ چلے گا کہ انقلاب لانے والے بھی ظالم بن کر اُبھرے ہیں۔ مثال کے طور پر اشتراکیت کا انقلاب ظلم کے خلاف تھا لیکن وہ خود بعد میں ظالم بن گئے۔ ایسا ہی ایران کا انقلاب جو ایک ظالم کے خلاف تھا، انقلاب لانے والوں کے دَور میں بعد میں جو بہیمانہ ظلم ہوئے ہیں وہ بھی انہیں ظالموں کی صف میں کھڑا کر دیتے ہیں۔ پس سارا زمانہ بے صبرا ہو گیا ہے۔ اس سورۃ مبارکہ میں مسلمانوں بالخصوص مسلمان ممالک کو یہ نصیحت ہے کہ وہ ایسے دَور میں حق و انصاف اور صبر پر قائم ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ حق پر قائم ہونا افضل جہاد ہے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے افضل الجہاد کلمۃ حق عند سُلطان جائر۔ کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق و انصاف کی بات کرنا افضل جہاد ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کیوں نہیں اسلامی حکومتیں مل کر ظالم حکمرانوں یا ظالم حکومتوں کو بتاتیں کہ دُنیا میں حق و انصاف کے قیام میں بھی وہ ظلم سے کام لے رہی ہیں۔ حضور نے فرمایا آج کے دَور میں اگر مسلمان صبر اور دُعا کا نمونہ دکھائیں تو اُن کو غیر معمولی رُوحانی طاقت مل سکتی ہے۔ خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس امر پر خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ اب اس ضمن میں کچھ بیداری مسلم ممالک میں پیدا ہو رہی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں پاکستان میں احمدیوں کے حق میں جن مقدمات کے فیصلے ہوئے ہیں وہ اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ پاکستان میں بھی عدل و انصاف کی روشنی چمکنے لگی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اتنی لمبی رات کے بعد پاکستان میں نُور کی شُعاع پھُوٹی ہے تو خدا کرے جلد پُوری دُنیا حق اور انصاف کے نُور سے منور ہو جائے۔

احبابِ کرام اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں نمایاں کامیابی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں ⁂

پنجاب کے فائینشل کمشنر کی محلّہ احمدیہ میں تشریف آوری

قادیان ۴ر فروری: سردار ہر دیال سنگھ صاحب IAS فائینشل کمشنر پنجاب اپنے قادیان کے دَورہ کے سلسلہ میں محلہ احمدیہ میں ایک بجے دوپہر کے قریب تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ SDM بٹالہ DSP صاحب، MLA شری پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ اور شری گورمکھ سنگھ صاحب ملہی پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی بھی تھے۔

گیٹ مسجد مبارک پر محترم جمیل احمد صاحب ناصر ایڈووکیٹ قائم مقام ناظر اعلیٰ و امیر جماعت نے اور آپ کے ساتھ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ مکرم خان فضل الٰہی صاحب۔ مکرم چوہدری منصور احمد صاحب چیمہ میونسپل کمشنر اور مکرم مُنیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر اُمورِ عامہ اور مکرم مولوی سعادت احمد صاحب جاوید ناظم تعمیرات نے مہمانِ خصوصی کا استقبال کیا۔

اس کے بعد مہمانانِ کرام جوبلی نمائش ہال اور منارۃ المسیح دیکھنے گئے۔ ساتھ ساتھ محترم ناظر صاحب اُمورِ عامہ جماعتی تعارف دیتے رہے۔ یہاں سے مہمان ہمارے نئے تعمیر شدہ گیسٹ ہاؤسز دیکھنے گئے۔ اور دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا قادیان کو آپ دِن بدن ایک اچھا شہر بنا رہے ہیں۔

معزّز مہمان کو قرآنِ کریم مترجم پنجابی اور سلسلہ کی دُوسری کُتب پیش کی گئیں جو اُنہوں نے ادب کے ساتھ قبول فرمائیں۔

قادیان اور دو دُوسرے شہروں میں سے کسی ایک کو تحصیل کا درجہ دیئے جانے کے تعلق میں فائینشل کمشنر صاحب سروے فرما رہے ہیں۔ اِس وقت قادیان کو ایک سب تحصیل کا درجہ حاصل ہے۔ احبابِ جماعت سے خصوصی دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کمشنر صاحب کی اِس VISIT کے بہتر نتائج پیدا فرمادے آمین ⁂

تقرری ناظمین و نائب ناظمین مجلس انصاراللہ بھارت

مجالس انصاراللہ بھارت کے صوبہ جات کے ناظمین و نائب ناظمین برائے سال ۱۹۹۳ء حسبِ ذیل مقرر کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سب کو احسن طور پر مفوضہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱)۔ آندھرا ...... (۱) مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب — ناظم آندھرا پردیش
(۲) ؍؍ سیٹھ بشیر الدین صاحب حیدرآباد — نائب ناظم ؍؍ ؍؍
(۳) ؍؍ بشیر الدین الٰہ دین صاحب ؍؍ — نائب ناظم عمومی ؍؍ ؍؍

(۲)۔ کرناٹک .... (۱) مکرم محمد صبغت اللہ صاحب بنگلور — ناظم کرناٹک
(۲) ؍؍ محمد ادریس صاحب ابن مکرم محمد اسماعیل صاحب مرحوم ڈیل یادگیر۔ نائب ناظم ؍؍

(۳)۔ کیرلہ ...... (۱) مکرم پی ایم کویا صاحب KANNUR کیرلہ — ناظم کیرلہ
(۲) ؍؍ پی ایم عبداللہ صاحب تیرور کیرلہ — نائب ناظم ؍؍

(۴)۔ تامل ناڈو ...... (۱) مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان — ناظم تامل ناڈو

(۵)۔ یو۔پی (اُترپردیش)۔ (۱) مکرم انوار محمد صاحب راٹھ — ناظم یو۔پی۔

(۶)۔ بہار ...... (۱) مکرم محمد عبدالباقی صاحب بھاگلپور — ناظم بہار

(۷)۔ بنگال ...... (۱) مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب کلکتہ — ناظم بنگال

(آگے کالم نمبر ۳، ۴ پر)

(۸)۔ اُڑیسہ ...... (۱) مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب کیرنگ — ناظم اُڑیسہ
(۲) ؍؍ شیخ محمد صدیق صاحب کرڈاپلی — نائب ناظم ؍؍

(۹)۔ کشمیر ...... (۱) مکرم مبارک احمد صاحب ظفر۔ ناصرآباد — ناظم کشمیر
(۲) ؍؍ میر عبدالرحمٰن صاحب یاڑی پورہ — نائب ناظم ؍؍

(۱۰)۔ پونچھ ...... (۱) مکرم شمس الدین صاحب پونچھ — ناظم پونچھ

(۱۱)۔ مہاراشٹر ...... (۱) مکرم عبدالعظیم صاحب عثمان آباد — ناظم مہاراشٹر
(۲) ؍؍ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب عثمان آباد — نائب ناظم ؍؍

صدر مجلس انصاراللہ بھارت قادیان

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعودؓ)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
PARVESH KUMAR S/O. SH. GIRDHARI LAL
GOLD SMITH, MAIN BAZAR, QADIAN.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B MURARI LAL LANE ANSARI ROAD NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282843
FAX:- 91-11-3755121. SHELKA, NEW DELHI.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹر:- سیّد شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:- ۶۲۹۴۴۳

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM-679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524-649.

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO.
OFF.: 6378622
RESI: 6233389.
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099.

ارشادِ نبویؐ
اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
(بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو)
منجانب:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS.
۱۶۔ مینگو لین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.
"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک
اور کینوس کے جوتے !!

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4028-5137-5206